۲۶۸

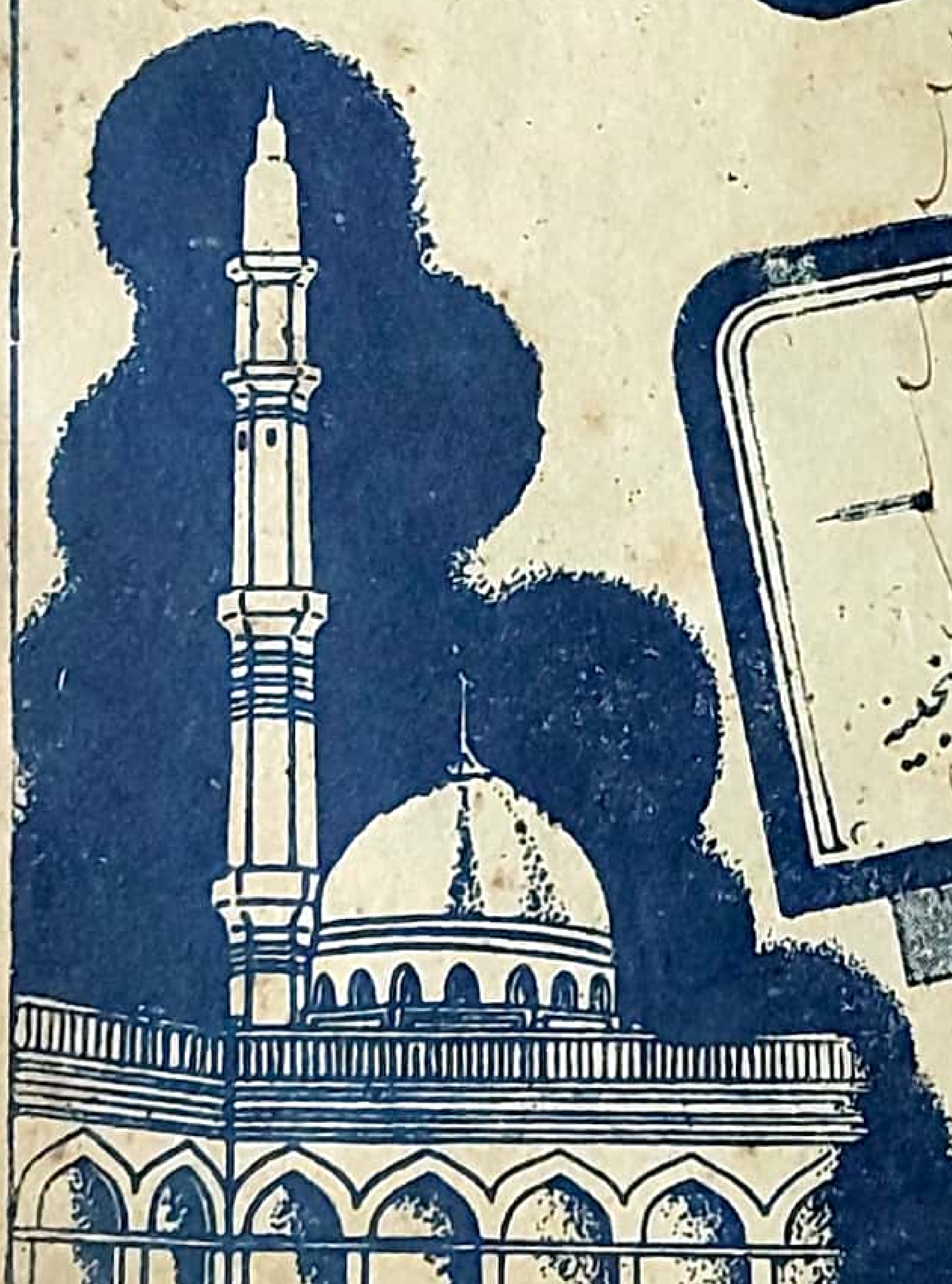
شمارہ

رضوان مِن اللہ اکبر

رضوان

لاہور

شمارہ



مذہبی

اخلاقی اصلاحی روحانی مضامین کا گنجینہ

قیمت -/۱۲/-

مرتب

سید محمود احمد رضوی

اہلِ سُنّت و جماعت کا پاک و ہند میں اپنی شان کا واحد ترجمان

پندرہ روزہ

رضوان

لاہور

جلد ۱۰ ⁂ شمارہ ۵

۲ مارچ سنہ ۱۹۵۸ء

مدیرِ مسئول : سیّد محمود احمد رضوی
مدیرِ معاون : ابو الاسد حقّانی

چندہ : سالانہ ۶/- روپے
ششماہی ۳/۸ ”

سید محمود احمد رضوی پرنٹر پبلشر نے کوا پریٹو پریس لاہور میں چھپوا کر دفتر ”رضوان“ اندرون دہلی دروازہ لاہور سے شائع کیا۔

محمدؐ مل گئے جن کو نہیں پھر اور کیا ان کا!

حضرت عابد علی عابدؔ

زمیں ان کی زماں ان کا خدائی اور خدا ان کا
محمدؐ مل گئے جن کو نہیں پھر اور کیا ان کا

وہی ہیں مالکِ کونین ہے ارض و سما ان کا
وہ مملوکِ خدا ہیں اور ہے ملکِ خدا ان کا

پھرا اُلٹے قدم سُورج اشارہ ہو گیا ان کا
اجابت دوڑ کر آئی اٹھا دستِ دعا ان کا

مقدّر کھُل گیا دل کا، پیا جامِ ولا ان کا
کھلی قسمت جبیں کی مل گیا جو نقشِ پا ان کا

نہ شوقِ مالِ دنیا ہے نہ ذوقِ جاہِ عقبیٰ ہے
کہ واللہ بے نیازِ ہر دو عالم ہے گدا ان کا

خدائی کے خزانے بٹ رہے ہیں ان کے ہاتھوں سے
زمین و آسماں میں پا رہے ہیں سب دیا ان کا

حقارت سے نہ دیکھو آج ان کے بینواؤں کو
بروزِ حشر قابلِ دید ہوگا مرتبہ ان کا

جسے وَاللّیل کہتے ہیں جسے والفجر کہتے ہیں
ہے زلفِ حق رسا ان کی ہے رُوئے حق نما ان کا

کبھی نورِ سحر چہرہ کبھی شامِ سیہ زلفیں
غرض دیدار حاصل ہے مجھے صبح و مسا ان کا

رہیں سرشار و بے خود تا قیامت کیف و مستی سے
اگر مل جائے قسمت سے ہمیں جامِ ولا ان کا

نہیں زر دار کُتّوں سے تمنّا کچھ مجھے عابدؔ
سگِ دُنیا نہیں، میں ہوں گدائے بے نوا ان کا

لمحاتِ فکر

کتاب سوانحِ احمدی کے چند اہم اقتباسات

ذیل میں کتاب سوانحِ احمدی کے چند اہم اقتباسات بلا تبصرہ پیش کئے جا رہے ہیں۔ یہ کتاب مولوی سید احمد بریلوی کے حالاتِ زندگی پر مشتمل ہے اور اس کے مصنف بھی انہیں کے خلیفہ اور مرید مولوی جعفر تھانیسری ہیں۔ مصنف نے مولوی سید احمد بریلوی و اسمٰعیل دہلوی مصنف تقویت الایمان کی تحریک اور سکھوں کے ساتھ لڑنے کی حقیقت کو بڑے واضح لفظوں میں بیان کیا ہے۔ ملاحظہ کیجئے اور بغور پڑھیئے:

۱۔ سید احمد صاحب ہادی تیرھویں صدی کے یکم محرم الحرام سنہ ۱۲۰۱ھ کو پیدا ہوئے ××× اس مظہر انوار نبی کے سوانح ایسے عجیب ہیں کہ اس کی مثل کوئی سوانح ناظرین نے نہ دیکھے ہوں گے اگر اس بزرگ کو مجدد تیرھویں صدی یا مہدی وسط کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا۔

(سوانح احمدی صفحہ ۳)

۲۔ میں نے اس کتاب کو بڑے راستباز لوگوں کی متعدد تحریروں سے نقل کیا ہے جنہوں نے ان واقعات کو خود دیکھا ہے میرے نزدیک اس کتاب کی روایت میں دروغگوئی اور مبالغہ کو کچھ دخل نہیں ہے۔ سوانح ص ۳

۳۔ (عرس فاتحہ وغیرہ) یہ رسم بد اس خاندان عالی شاہ عبدالعزیز میں بھی گھس گئی تھی۔ بیوی کی صحنک خود شاہ صاحب علیہ الرحمہ کے گھر میں ہوا کرتی تھی۔ شغل برزخ یعنی تصور شیخ جو صریح بت پرستی ہے خاندان عالی شاہ ولی اللہ میں بھی جاری تھی۔ ص ۱

۴۔ (سید احمد بریلوی)[ع۱] طریقہ نقشبندیہ میں مولانا (شاہ عبدالعزیز) کے ہاتھ پر بیعت ہوئے ××× اس کے بعد (شاہ عبدالعزیز صاحب نے) شغل برزخ جس میں تصور شیخ کا مراقبہ کرتے ہیں آپ (سید احمد) کو تعلیم کرنا چاہا۔ تو سید احمد صاحب نے بہت عاجزی اور ادب سے مولانا شاہ عبدالعزیز سے عرض کیا کہ اس شغل میں اور بت پرستی میں کیا فرق ہے۔

(سوانح احمدی ص ۱۰)

۵۔ ایک روز کا ذکر ہے کہ لشکر نواب امیر خاں مرحوم سرکار انگریزی کے لشکر سے لڑ رہا تھا دونوں طرف سے توپ اور بندوقیں چل رہی تھیں اس وقت سید احمد صاحب اپنے خیمہ میں سے تشریف لائے۔ آپ نے اپنا گھوڑا تیار کروایا اور اس پر سوار ہو کر مثل ہوا کے دونوں لشکروں کو چیرتے ہوئے اس مقام پر پہنچے جہاں سپہ سالار فوج انگریزی کا مع اپنے مصاحبوں کے کھڑا

ع۱ گویا سید احمد صاحب ایسے شخص کے ہاتھ پر بیعت ہوئے جو تصور شیخ جیسی بت پرستی پہ عامل تھا۔

تھا۔ پس وہاں پہنچ کر اس سپہ سالار فوج انگریزی کو
ساتھ لیکر اپنے خیمہ میں چلے آئے یہاں آکر تھوڑی سی
بات چیت کے بعد سپہ سالار افواج انگریزی نے عہد کر
لیا کہ میں اسی دم اپنے لشکر کو مقابلہ نواب امیر خاں
صاحب سے واپس لے جاؤں گا۔

(سوانح احمدی صفحہ ۱۴)

۶- یہ بھی صحیح روایت ہے کہ اثناء قیام کلکتہ جب ایک روز
مولانا محمد اسمٰعیل شہید وعظ فرما رہے تھے ایک شخص
نے مولانا سے یہ فتویٰ پوچھا کہ سرکار انگریزی پر جہاد
کرنا درست ہے یا نہیں اس کے جواب میں مولانا (اسمٰعیل
دہلوی مصنف تقویت الایمان) نے فرمایا ایسی بے رو
ریا اور غیر متعصب سرکار پر کسی طرح بھی درست نہیں
ہے۔ (سوانح احمدی ص ۵۷)

۷- اس وقت ہر شہر اور قصبہ وگاؤں برٹش انڈیا یعنی
انگریزی عملداری واقع ہند میں علانیہ سکھوں پر جہاد
کرنے کا وعظ ہوتا تھا مگر براہ دور اندیشی معرفت شیخ
غلام علی رئیس اعظم الہ آباد کے نواب لفٹنٹ گورنر
بہادر اضلاع شمالی ومغربی کو بھی اس تیاری جہاد سکھوں
کی اطلاع دی گئی تھی جس کے جواب میں صاحب ممدوح
نے یہ تحریر فرمایا کہ جب تک انگریزی عملداری میں کسی
فتنہ وفساد کا اندیشہ نہ ہو۔ ہم ایسی تیاری کے مانع
نہیں۔ (سوانح احمدی ص)

۸- یہ بھی ایک صحیح روایت ہے کہ جب سید احمد صاحب سکھوں
سے جہاد کرنے کو تشریف لے جاتے تھے کسی شخص نے آپ
سے پوچھا کہ آپ اتنی دور سکھوں پر جہاد کرنے کیوں جاتے
ہو۔ انگریز جو اس ملک پر حاکم ہیں اور دین اسلام سے
کیا منکر نہیں ہیں ؟ گھر کے گھر میں ان سے جہاد کر کے
ملک ہندوستان لے لو × × × × × × سید صاحب
نے جواب دیا۔ سرکار انگریزی گو منکر اسلام ہے مگر
مسلمانوں پر کچھ ظلم اور تعدی نہیں کرتی اور نہ ان کو فرض
مذہبی واحکام لازمی سے روکتی ہے۔ ہم ان کے ملک
میں علانیہ وعظ کہتے ترویج مذہب کرتے ہیں۔ وہ کبھی
مانع اور مزاحم نہیں ہوتی۔ بلکہ ہم پر اگر کوئی زیادتی
کرتا ہے تو اس کو سزا دینے کو تیار ہیں۔ ہمارا اصل کام
اشاعت توحید الٰہی اور احیا سنن سید المرسلین ہے سو ہم
بلا روک ٹوک اس کام کو کرتے ہیں پھر ہم سرکار انگریزی
پر کس سبب سے جہاد کریں اور خلاف اصول مذہب
طرفین کا خون بلا سبب گرائیں یہ جواب باصواب سن کر
سائل خاموش ہو گیا اور اصل غرض جہاد کی سمجھ لی۔

(سوانح احمدی ص ۷۱)

۹- (سید احمد صاحب نے) ایک زبردست قوم سکھوں
سے جن سے اس وقت سرکار انگریزی بھی احتیاط کرتی تھی
جہاد کرنے اور مسلمانان پنجاب کے واسطے جان دینے
کا ارادہ کیا۔ (سوانح احمدی ص ۹۶)

۱۰- آخرکار ۱۸۴۵ء میں یعنی معرکہ بالاکوٹ کے پندرہ برس
بعد کل سلطنت پنجاب متعصب سکھوں کے ہاتھ سے
نکل کر ہماری عادل سرکار (انگریزی) کے قبضہ
میں آگئی۔ (سوانح احمدی ص ۱۳۸)

۱۱- اس سوانح اور نیز مکتوبات منسلکہ سے صاف معلوم
ہوتا ہے کہ سید صاحب کا سرکار انگریزی سے جہاد

کرنے کا ہرگز ارادہ نہیں تھا۔ وہ (انگریز) کی آزاد عملداری کو اپنی ہی عملداری سمجھتے تھے اور اس میں بھی شک نہیں کہ اگر سرکار انگریزی اس وقت سید صاحب کے خلاف ہوتی تو ہندوستان سے سید صاحب کو کچھ بھی مدد نہ پہنچتی۔ مگر سرکار انگریزی تو اس وقت دل سے چاہتی تھی کہ سکھوں کا زور کم ہو۔

(سوانح احمدی ص ۱۳۹)

۱۲۔ سید احمد صاحب کے سوانح عمری و مکاتیب (خطوط) میں بھی سے زیادہ ایسے مقام پائے گئے ہیں جہاں کھلے اور علانیہ طور پر سید صاحب نے بدلائل شرعی اپنے پیروکاروں کو سرکار انگریزی کی مخالفت سے منع کیا ہے۔

(سوانح احمدی ص ۱۳۹)

خار و گل

دیوبندیوں وہابیوں کی کہانی انہیں کے اکابر کی زبانی !

کسی بھی حوالے کو غلط ثابت کرنے والے کو پانچ ہزار روپے انعام

(پہلی البرز شکن قسط)

قارئین کرام ! اس مضمون میں ہر سوال کا جواب صرف دیوبندیوں وہابیوں کے اکابروں اور مجددوں اور بزرگوں کی معتبر کتابوں سے دیا گیا ہے۔ لائل پور کے دیوبندی اخبار پاکستانی میں ہمت و صداقت ہے تو کسی بھی حوالے کو غلط ثابت کرکے پانچ ہزار روپے انعام لے ۔ (مدیر)

مربیِّ خلائق

سوال نمبر ۱ : کیا علمائے دیوبند کے نزدیک خدا کے سوا کوئی اور بھی مربیِ خلائق ہے اگر ان کے عقیدہ میں سوائے خدا کے کوئی دوسرا بھی مربیِ خلائق ہے تو وہ کون ہے ؟

جواب : ہاں علمائے دیوبند کے نزدیک مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی مربیِ خلائق ہیں جیسا کہ مولوی محمود حسن صدر مدرس مدرسہ دیوبند لکھتے ہیں :

حوالہ نمبر ۱ : مرثیہ رشید احمد مصنفہ مولوی محمود حسن صفحہ ۱۲ پر ہے :

خدا ان کا مربی وہ مربی تھے خلائق کے
مرے مولیٰ مرے ہادی تھے بیشک شیخ ربانی

تنبیہ : اس شعر میں مولوی محمود حسن نے مولوی رشید احمد کو "مربی خلائق" لکھا ہے جو رب العٰلمین کے ہم معنیٰ ہے۔ شاید ضرورتِ شعری کی وجہ سے رب العالمین نہیں لائے۔ یہ ہے پیشوائے دیوبند کی عقیدتمندی۔ کتنے کھلے لفظوں میں اپنے پیر کو ساری مخلوق کا پالنے والا کہہ رہے ہیں۔ واقعی پیر پرستی اسی کا نام ہے۔

مسیحا کون ہے ؟

سوال نمبر ۲ : وہ مسیحا کون ہے جس نے مُردے بھی جلائے اور زندوں کو بھی مرنے سے بچا لیا۔ کیا علمائے دیوبند میں کوئی ایسا مسیحا ہوا ہے ؟

جواب : ہاں وہ مسیحا اہل دیوبند کے نزدیک مولوی رشید احمد گنگوہی ہیں۔ چنانچہ مولوی محمود حسن دیوبندی ان کی

شان میں لکھتے ہیں اور پکار کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے پیر کی مسیحائی دکھاتے ہیں۔ حوالہ ملاحظہ ہو:

حوالہ نمبر۲ : مرثیہ رشید احمد۔ مصنفہ مولوی محمود حسن صفحہ ۳۳ :

مُردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا
اِس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابنِ مریم

تنبیہ : واقعی دیوبندیوں کے نزدیک مولوی رشید احمد کی مسیحائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بہت بڑھ گئی کیونکہ جو کام عیسیٰ علیہ السلام بھی نہ کر سکے وہ مولوی رشید احمد نے کر کے دکھایا۔ مُردے جلانے میں تو برابر ہی تھے مگر زندوں کو موت سے بچا لیا اِس میں ضرور عیسیٰ علیہ السلام سے بڑھ گئے جب ہی تو عیسیٰ علیہ السلام کو ان کی مسیحائی دکھائی جاتی ہے۔ اگر مولوی رشید احمد کی مسیحائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بڑھی ہوئی نہ جانتے تو یہ نہ کہتے۔

" اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابنِ مریم"۔

مسلمانو! انصاف کرو کیا اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین نہیں ہے۔ ہے اور ضرور ہے۔

یُوسفِ ثانی

سوال نمبر۳ ۔ کیا کسی انسان کے کالے کالے بندے بھی یوسف ثانی ہیں۔ علما دیوبند کے معتبر اقوال سے جواب دیجیے؟

جواب : مولوی رشید احمد کے کالے کالے بندے یوسف ثانی ہیں چنانچہ ان کے خلیفہ مولوی محمود حسن دیوبندی لکھتے ہیں:

حوالہ نمبر۳ : مرثیہ رشید احمد صفحہ ۱۱ :

قبولیت اسے کہتے ہیں مقبول ایسے ہوتے ہیں
عبید سود کا ان کے لقب ہے یوسف ثانی

تنبیہ : کیا خوب کہا۔ خداوند تعالیٰ کے اعلیٰ درجہ کے حسین و جمیل بندہ یوسف علیہ السلام ہیں مگر مولوی رشید احمد کے کالے کالے ہی بندہ یوسف ثانی بنا دیئے۔ گورے گورے بندوں کا کیا ٹھکانا۔ واقعی مقبولیت اسی کا نام ہے۔ مسلمانو! غور کرو گے تو معلوم ہو جائے گا۔ کہ اِس ایک ہی شعر میں خدا اور اس کے رسول دونوں پر ہاتھ صاف کر دیا۔

بانیٔ اسلام کا ثانی کون؟

سوال نمبر۴ : علمائے دیوبند کے نزدیک بانیٔ اسلام کا ثانی کون ہے؟

جواب : علمائے دیوبند مولوی رشید احمد کو بانیٔ اسلام (خدا) کا ثانی جانتے ہیں جیسا کہ مولوی محمود حسن دیوبندی نے لکھا ہے:

حوالہ نمبر۴ : مرثیہ رشید احمد صفحہ ۶

زباں پر اہلِ اہوا کی ہے کیوں اُعلُ ھُبل شاید
اٹھا عالم سے کوئی بانیٔ اسلام کا ثانی

سوال نمبر۵ : کیا عارف لوگ کعبہ شریف میں پہنچ کر کسی دوسری جگہ کو تلاش کیا کرتے ہیں۔ وہ کونسی جگہ ہے کیا علمائے دیوبند نے کوئی ایسی جگہ بتائی ہے؟

جواب : ہاں عارف لوگ کعبۂ معظّمہ جا کر گنگوہ تلاش کیا کرتے ہیں جیسا کہ مولوی محمود حسن لکھتے ہیں:

رضوان لاہور ۲ مارچ ۱۹۵۸

حوالہ نمبر۵ : مرثیہ رشید احمد صفحہ ۱۳ :

پھریں تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ
جو رکھتے اپنے سینوں میں تھے ذوق و شوق عرفانی

تنبیہ : کعبہ معظمہ جو بیت اللہ خانہ خدا ہے اس میں پہنچ کر بھی گنگوہ کی ہی دھن لگی ہوئی ہے۔ اسے دیوبندی عرفان کا نشہ اور گنگوہی معرفت کا خمار نہ کہا جائے تو اور کیا ہے۔

سوال نمبر۶ : دونوں جہان کی حاجتیں کس سے مانگیں روحانی اور جسمانی حاجتوں کا قبلہ کون ہے۔ دیوبندی مذہب پر جواب دیا جائے ؟

جواب : روحانی اور جسمانی سب حاجتوں کا قبلہ دیوبندی مولوی کے نزدیک مولوی رشید احمد گنگوہی ہیں۔ ساری حاجتیں انہیں سے طلب کرنا چاہئیں۔ ان کے سوا کوئی حاجت روا نہیں جیسا کہ مولوی محمود حسن دیوبندی نے لکھا ہے :

حوالہ نمبر۶ : مرثیہ رشید احمد صفحہ ۱۰ :

حوائج دین و دنیا کے کہاں لے جائیں ہم یارب
گیا وہ قبلۂ حاجات روحانی و جسمانی

فائدہ : مولوی رشید احمد نے غیر اللہ سے مدد مانگنے کو شرک بنایا ہے فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم صفحہ ۶ پر ہے :

"سو غیر اللہ سے مدد مانگنا اگرچہ ولی ہو یا نبی شرک ہے۔"

اور مولوی محمود حسن دونوں جہان کی حاجتیں انہیں سے مانگ رہے ہیں۔ قبلہ حاجات انہیں کو کہہ رہے ہیں لہذا فتاویٰ

رشیدیہ کے حکم سے مولوی محمود حسن مشرک ہوئے۔ اور اگر مولوی محمود حسن کو موحد کہا جائے تو مولوی رشید احمد کو ضرور خدا کہنا پڑے گا۔ بولو کیا کہتے ہو ؟

سوال نمبر۷ : بلا استثنا سارے جہان کا مخدوم کون ہے اور سارا عالم کس کی اطاعت کرتا ہے علماء دیوبند کے مذہب پر جواب دیا جائے ؟

جواب : سارے عالم کے مخدوم دیوبندیوں کے نزدیک مولوی رشید احمد گنگوہی ہیں اور سارا عالم انہیں کی اطاعت کرتا ہے۔

حوالہ نمبر۷ : مرثیہ رشید احمد مصنفہ مولوی محمود حسن کے پہلے ہی صفحہ پر ہے :

"مخدوم الکل مطاع العالم جناب مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی"

سوال نمبر۸ : وہ کون حاکم ہے جس کا کوئی حکم بھی علمائے دیوبند کے نزدیک ٹل نہیں سکتا اور اس کا ہر حکم قضائے مبرم ہے ؟

جواب : ایسے حاکم تو صرف مولوی رشید احمد ہی ہیں۔ ان کا کوئی حکم کبھی نہیں ٹلا اس لئے کہ ان کا ہر حکم قضائے مبرم کی تلوار ہے۔

حوالہ نمبر۸ : مرثیہ رشید احمد صفحہ ۳۱ :

بتر کا پر نہ رکا پر نہ رکا پر نہ رکا
اس کا جو حکم تھا، تھا سیف قضائے مبرم

فائدہ : واقعی کوئی حکم نہیں ٹلا اور ٹلتا کیسے ! مربی خلائق تھے کوئی مذاق تھے۔ اور عقیدتمند لوگوں نے کسی حکم کو ٹلنے بھی نہ دیا۔ اس سے زیادہ

عقیدتمندی اور کیا ہوگی کہ جب مولوی رشید احمد نے کوّے
کھانے کا حکم دیا تو علمائے دیوبند نے یہ سمجھ کر کہ مربی خلائق
کا حکم ہے آنکھ بند کرکے تسلیم کر لیا اور کوّے کھانے لگے۔

سوال نمبر ۹ : وہ کون ہے جس کی غلامی کا داغ دیوبندی
مذہب میں مسلمانی کا تمغہ ہے ؟

جواب : وہ مولوی رشید احمد گنگوہی ہیں انہیں کی
غلامی مسلمانی کا تمغہ ہے چنانچہ مولوی محمود حسن
لکھتے ہیں :

حوالہ نمبر ۹ : مرثیہ رشید احمد صفحہ ۶ :

زمانہ نے دیا اسلام کو داغ اس کی فرقت کا
کہ تھا داغ غلامی جس کا تمغائے مسلمانی

تنبیہ : مولوی رشید احمد کی غلامی کا داغ جب مسلمانی کا تمغہ ہوا تو جو ان کا غلام
بنا اسی کو یہ تمغہ ملا اور جس نے ان کی غلامی نہ کی اسی تمغہ سے
محروم رہا لہذا دیوبندی یا تو تمام صحابہ و تابعین و ائمہ
مجتہدین و اولیائے کاملین کو مولوی رشید احمد کا غلام
مانتے ہوں گے یا ان تمام مقبولان خدا کو مسلمانی کے تمغہ سے
خالی جانتے ہیں۔

سوال نمبر ۱۰ : کیا کوئی ایسا شخص بھی ہوا ہے جو اکیلا
ہی صدیق اور فاروق دونوں ہو ؟

جواب : ہاں مولوی رشید احمد گنگوہی صدیق اور
فاروق دونوں تھے۔ چنانچہ مولوی محمود حسن ان کی
شان میں تحریر کرتے ہیں :

حوالہ نمبر ۱۰ : مرثیہ رشید احمد ص ۱ مصنفہ
مولوی محمود حسن دیوبندی :

وہ تھے صدیق اور فاروق پھر کہئے عجب کیا ہے
شہادت نے تہجد میں قدمبوسی کی گر ٹھانی

فائدہ : ان دس سوالوں کے جوابات مولوی محمود حسن صدر مدرس
مدرسہ دیوبند کی کتاب "مرثیہ رشید احمد" کے حوالہ سے
لکھے ہیں۔ ایک حوالہ بھی غلط ثابت کر دینے پر مبلغ -/۵۰۰
روپیہ انعام — !

مسلمانو ! ذرا تعصب اور ہٹ دھرمی چھوڑ کر غور سے
پڑھو اور نظر انصاف سے دیکھو تو حق و باطل آفتاب سے
زیادہ روشن ہو جائے گا۔ معلوم ہو جائے گا کہ مشرک و بدعتی
کون ہیں۔ دیکھو علما دیوبند اپنے پیروں سے کیسی عقیدت
رکھتے ہیں۔ اپنے پیروں کو مربی خلائق مانتے ہیں۔ بانیٔ
اسلام کا ثانی جانتے ہیں۔ یعنی دوسرا خدا مسیحائی میں حضرت
عیسیٰ علیہ السلام سے بڑھاتے ہیں۔ کعبہ میں پہنچ کر بھی
پیر ہی کا در گنگوہ تلاش کرتے ہیں۔ بلا تخصیص سارے
جہان کو ان کا خادم اور مطیع جانتے ہیں۔
ان کی حکومت مثل خدا کے مانتے ہیں۔
اپنے پیر کی غلامی کو مسلمانی کا تمغہ بتاتے ہیں۔

مسلمانو! للہ انصاف کرو۔ اور سچ سچ
بتاؤ اور بلا رعایت کہو جو لوگ اپنے پیروں سے ایسا
عقیدہ رکھتے ہیں وہ حق پرست ہیں یا پیر پرست
موحّد ہیں یا مشرک ؟

(باقی باقی)

تفسیر القرآن

احکامِ حج

(سلسلہ کیلئے ۱۵ دسمبر ۱۹۵۷ء کا رضوان ملاحظہ کیجئے)

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا
فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ ۚ فَإِذَا أَفَضْتُمْ
مِنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوا اللَّهَ
عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۖ وَ
اذْكُرُوهُ كَمَا هَدَاكُمْ ۚ وَ
إِنْ كُنْتُمْ مِنْ قَبْلِهِ لَمِنَ
الضَّالِّينَ ۝ ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ
حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا
اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝
فَإِذَا قَضَيْتُمْ مَنَاسِكَكُمْ
فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَذِكْرِكُمْ
آبَاءَكُمْ أَوْ أَشَدَّ ذِكْرًا ۗ
فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ رَبَّنَا
آتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ
مِنْ خَلَاقٍ ۝

(۱) تم پر کچھ گناہ نہیں کہ اپنے رب کا فضل تلاش کرو (۲)، تو جب عرفات سے پلٹو (۳)، تو اللہ کو یاد کرو مشعر حرام کے پاس اور اس کا ذکر کرو جیسے اس نے تمہیں ہدایت فرمائی اور بے شک اس سے پہلے تم بہکے ہوئے تھے۔ پھر بات یہ ہے کہ اے قریشیو! تم بھی وہیں سے پلٹو جہاں سے لوگ پلٹتے ہیں اور اللہ سے معافی مانگو، بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے پھر جب اپنے حج کے کام پورے کر چکو تو اللہ کا ذکر کرو جیسے اپنے باپ دادا کا ذکر کرتے تھے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔

آیات مذکورہ میں مندرجہ ذیل ہدایات و احکامات دیئے گئے ہیں:

لیس علیکم جناح: بعض لوگوں کا خیال یہ تھا کہ جو حج کے لئے روانہ ہوا۔ اور راہِ حج میں اس نے تجارت کی یا کوئی دنیوی کاروبار کیا تو اس کا حج نہیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں یہ بتایا گیا کہ حج کے سفر میں تجارت کرنا اور حلال روزی حاصل کرنا جائز ہے۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ اس تجارت سے افعالِ حج یعنی حج کے اعمال و ارکان میں خلل

واقع نہ ہو۔ یعنی اصل مقصود تو فریضۂ حج کو ادا کرنا ہی ہو۔ اور اس کے مناسک وارکان کو صحیح طریقہ سے ادا کرنا ہو۔ لیکن اگر ضمناً تجارتی لین دین بھی کر لیا جائے تو اس میں کوئی گناہ نہیں ہے بلکہ یہ فعل مباح ہے۔ خوب یاد رکھیئے کہ تجارت میں دھوکہ و فریب کرنا بہرصورت حرام وگناہ ہے مگر حج کے سفر میں تجارتی کاروبار میں دھوکہ فریب اور بھی زیادہ باعث گناہ ہے۔ اس لئے جو لوگ ضمنی طور پر سفر حج میں کاروبار جاری رکھیں ان کو اس بات کا خصوصیت سے خیال رکھنا ضروری ہے۔

فاذا افضتم من عرفات ۔ عرفات ایک مقام کا نام ہے جو کہ معظمہ سے میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہ موقف ہے۔ ضحاک کا قول ہے۔ کہ حضرت آدم وحوا طویل جدائی کے بعد ۹ ذی الحجہ کو عرفات کے مقام پر جمع ہوئے اور دونوں میں تعارف ہوا۔ ایک قول یہ ہے کہ چونکہ اس روز بندے اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں اور بحضور ربّ العالمین اپنے گناہوں کی معافی چاہتے ہیں اس لئے اس دن کا نام عرفہ ہوا۔ بہرحال حاجی کے لئے عرفات میں (وقوف) ٹھہرنا فرض ہے۔ کیوں کہ افاضہ بغیر ٹھہرنے کے متصور نہیں ہو سکتا۔ آیت ہذا میں یہ بتایا گیا ہے کہ جب عرفات میں (وقوف) ٹھہرنے کے بعد وہاں سے واپس ہوں تو مشعر حرام (مزدلفہ) کے نزدیک (جبل قزح) ہے وہاں اللہ کو یاد کرو۔ **مسئلہ** وادی محسّر کے سوا تمام مزدلفہ موقف ہے اس میں ٹھہرنا واجب ہے اور مشعر حرام کے پاس وقوف افضل ہے۔

ثم افیضوا من حیث افاض الناس کا شان نزول یہ ہے کہ قریشی مزدلفہ میں ٹھہرے رہتے تھے اور سب لوگوں کے ساتھ عرفات میں وقوف نہیں کرتے تھے جب لوگ عرفات سے پلٹتے تو یہ مزدلفہ سے پلٹتے اور اس میں اپنی بڑائی سمجھتے۔ اس آیت میں انہیں حکم دیا گیا کہ سب کے ساتھ عرفات میں وقوف کریں اور ایک ساتھ پلٹیں۔ یہی حضرت ابراھیم و اسمٰعیل علیہم السلام کی سُنت ہے۔

حج کا طریقہ: طریق حج کا مختصر بیان یہ ہے کہ حاجی ۸ ذی الحجہ کی صبح کو مکہ مکرمہ سے منا کی طرف روانہ ہو وہاں عرفہ یعنی نو ذی الحجہ کی فجر تک ٹھہرے اسی روز منا سے عرفات آئے بعد زوال امام دو خطبے پڑھے یہاں عرفات میں حاجی ظہر و عصر کی نماز امام کے ساتھ ظہر کے وقت میں جمع کر کے پڑھے ان دونوں نمازوں کے لئے اذان ایک ہوگی تکبیریں دو۔ اور دونوں نمازوں کے درمیان سنت ظہر کے سوا کوئی نفل نہ پڑھا جائے۔ اس جمع کے لئے جماعت ضروری ہے۔ اگر جماعت میسر نہ ہو یا امام گمراہ و بد مذہب ہو تو ظہر و عصر علٰحدہ علٰحدہ اپنے اپنے وقت میں پڑھے اور عرفات میں غروب آفتاب تک ٹھہرے پھر وہاں سے مزدلفہ کی طرف لوٹے۔ اور جبل قزح کے قریب اترے، مزدلفہ میں مغرب و عشا نمازیں جمع کر کے عشا کے وقت میں پڑھے اور دونوں نمازوں کے درمیان سُنتیں بھی نہ پڑھے بلکہ بعد میں سنتیں پڑھے۔ پہلے مغرب کی اس کے بعد عشا کی سنتیں وغیرہ۔ اور فجر کی نماز اوّل وقت میں خوب اندھیرے میں پڑھے جب صبح خوب روشن ہو جائے تو روز نحر یعنی ذی الحجہ کی دس تاریخ کو منا کی طرف آئے۔ اور بطن وادی سے جمرہ عقبہ کی سات مرتبہ رمی کرے پھر اگر چاہے قربانی کرے اس کے بعد بال منڈائے یا کترائے۔ پھر ایام نحر میں سے کسی دن مکہ جا کر طواف زیارت کر کے پھر منا آ کر تین روز منا میں رہے اور گیارہ تاریخ کو زوال کے بعد تینوں جمروں کو رمی کرے پھر اگلے روز ایسا ہی کرے پھر اگلے روز ایسا ہی کرے اس کے بعد مکہ مکرمہ کی طرف چلا آئے۔ تفصیل احکام و ہدایات کے لئے بہار شریعت حصہ ششم کا مطالعہ کیجیے۔ (باقی آئندہ)

قرأت میں غلطی ہو جانے کا امکان

(از حضرت عبدالمصطفیٰ ازہری خطیب اعظم ہارون آباد)

(دوسری قسط)

مسئلہ کوئی کلمہ زیادہ کر دیا تو وہ کلمہ قرآن میں ہے یا نہیں اور بہر صورت معنی کا فساد ہوتا ہے یا نہیں اگر معنی فاسد ہو جائیں تو نماز جاتی رہے گی۔ جیسے اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَفَرُوْا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصّٰدِقُوْنَ اور اِنَّمَا نُمْلِیْ لَھُمْ لِیَزْدَادُوْا کُفْرًا وَّجَمَالًا اور اگر معنی متغیر نہ ہوں تو فاسد نہ ہوگی اگرچہ قرآن میں اس کا مثل نہ ہو جیسے اِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِعِبَادِہٖ خَبِیْرًا بَصِیْرًا اور فِیْھِمَا فَاکِھَۃٌ وَّنَخْلٌ وَّتُفَّاحٌ وَّرُمَّانٌ۔ (عالمگیری)

مسئلہ کسی کلمہ کو چھوڑ گیا اور معنی فاسد نہ ہوئے جیسے جَزَاءُ سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثْلُھَا میں دوسرے سَیِّئَۃٌ کو نہ پڑھا تو نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر اس کی وجہ سے معنی فاسد ہوں جیسے فَمَا لَھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ میں لا نہ پڑھا تو نماز فاسد ہوگی۔ (ردالمحتار)

مسئلہ کوئی حرف کم کر دیا اور معنی فاسد ہوں خلقنا بلا خ کے اور جعلنا بلا ج کے نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر معنی فاسد نہ ہوں مثلاً بروجہ ترخیم شرائط کے ساتھ حذف کیا جیسے یَا مَالِکُ میں مَالِ پڑھا تو نماز فاسد نہ ہوگی یوں ہی تَعَالٰی جَدُّ رَبِّنَا میں تَعَالَ پڑھا تو ہو جائے گی۔ (عالمگیری۔ ردالمحتار)۔

مسئلہ ایک لفظ کے بدلے میں دوسرا لفظ پڑھا۔ اگر معنی فاسد نہ ہوں تو نماز ہو جائے گی جیسے علیم کی جگہ حکیم اور اگر معنی فاسد ہوں تو نماز نہ ہوگی۔ جیسے وَعْدًا عَلَیْنَا اِنَّا کُنَّا فٰعِلِیْنَ میں فاعلین کی جگہ غافلین۔ اگر نسب میں غلطی کی اور منسوب الیہ قرآن میں نہیں ہے تو نماز فاسد ہوگئی جیسے مریم ابن غیلان پڑھا اور قرآن میں ہے تو نماز فاسد نہ ہوئی جیسے مریم ابنۃ لقمان۔ (عالمگیری) حروف کی تقدیم و تاخیر میں بھی اگر معنی فاسد ہوں نماز فاسد ہے ورنہ نہیں جیسے قَسْوَرَۃٍ کو قَوْسَرَۃٍ پڑھا عَصْفٍ کو عَفْصٍ پڑھا۔ تو نماز فاسد ہوگئی اور اَنْفَطَرَتْ کو اِنْفَرَطَتْ پڑھا تو نہیں یعنی حکم کلمہ کی تقدیم تاخیر کا ہے جیسے لَھُمْ فِیْھَا زَفِیْرٌ وَّشَھِیْقٌ میں شہیق کو زفیر پہ مقدم کیا تو فاسد نہ ہوئی اور

اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ وَ
اِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ۔

پڑھا تو نماز فاسد ہو گئی۔ (عالمگیری)

(باقی آئندہ)

پیغامِ عمل

زکوٰۃ کے ضروری مسائل

از :

زکوٰۃ کے متعلق آیاتِ قرآنیہ میں اللہ عزّ وجلّ فرماتا ہے۔ :

"وممّا رزقنٰھم ینفقون اور متقی وہ ہیں کہ ہم نے جو انہیں دیا ہے اس میں سے ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں"۔ اور فرماتا ہے "خذ من اموالہم صدقۃً تطھرھم وتزکیھم بھا انکے مالوں میں سے صدقہ لو اسکی وجہ سے انہیں پاک اور ستھرا بناؤ"۔ اور فرماتا ہے۔

والذین یکنزون الذھب والفضّۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم۔ یوم یحمیٰ علیھا فی نار جھنم فتکوٰی بھا جباھھم وجنوبھم وظھورھم ھٰذا ما کنزتم لانفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون۔"

ترجمہ: "جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ہیں انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دو۔ جب دن آتشِ جہنم میں وہ تپائے جائیں گے اور ان سے ان کی پیشانیاں اور کروٹیں اور پیٹھیں داغی جائیں گی (اور ان سے کہا جائے گا) یہ وہ ہے جو تم نے اپنے نفس کیلئے جمع کیا تھا تو اب چکھو جو تم جمع کرتے تھے۔"

زکوٰۃ کے متعلق احادیثِ نبویہ :

صحیح بخاری شریف میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ مال دے اور وہ اس کی زکوٰۃ نہ دے تو قیامت کے دن وہ مال گنج سانپ کی صورت میں کر دیا جائے گا جس کے سر پہ دو چتیاں ہوں گی وہ سانپ اس کے گلے میں طوق بنا کر ڈال دیا جائے گا۔ پھر اس کی باچھیں پکڑے گا اور کہے گا۔ میں تیرا مال ہوں۔ میں تیرا خزانہ ہوں۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ زکوٰۃ نہ دینے والے کے لئے اس کا جسم اتنا بڑا کر دیا جائے گا کہ جتنا روپیہ اشرفی اس کے پاس جمع تھا سب کو تپا کر اس کے جسم پر داغ دیا جائے گا۔ کوئی روپیہ دوسرے روپیہ پر نہ رکھا جائے گا نہ کوئی اشرفی دوسری اشرفی پر۔

صحیح مسلم شریف میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اونٹ کی زکوٰۃ نہ دے قیامت کے دن وہ شخص ہموار میدان میں لٹا دیا جائے گا اور وہ اونٹ سب کے سب نہایت فربہ ہو کر آئیں گے پاؤں سے اسے روندیں گے اور منہ سے کاٹیں گے۔ جب ان کی پچھلی جماعت گزر جائے گی

پہلی لوٹے گی اور گائے اور بکریوں کے بارے میں فرمایا کہ اس شخص کو ہموار میدان میں لٹائیں گے اور وہ سب کی سب آئیں گی نہ ان میں مڑے ہوئے سینگ کی کوئی ہوگی نہ بے سینگ کی اور نہ ٹوٹے سینگ کی۔ اور سینگوں سے ماریں گی اور کھروں سے روندیں گی۔

بیہقی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ زکوٰۃ کسی مال میں نہ ملے گی مگر اسے ہلاک کر دے گی

بعض ائمہ نے اس حدیث کے یہ معنیٰ بیان کیے کہ زکوٰۃ واجب ہوئی اور ادا نہ کی اور اپنے مال میں ملائے رہا تو یہ حرام مال اس حلال کو ہلاک کر دے گا۔

مسائلِ فقہیہ!

مسئلہ زکوٰۃ فرض ہے اس کا منکر کافر ہے اور نہ دینے والا فاسق اور قتل کا مستحق۔ اور ادا میں تاخیر کرنے والا گنہگار مردود الشہادہ ہے۔

مسئلہ جس کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا ہو اس پر سال گزرنے کے بعد زکوٰۃ واجب ہے یعنی چالیسواں حصہ یا اس کی قیمت فقیروں کو ادا کرے۔

مسئلہ جس نے مال تجارت کی نیت سے خریدا اور اس پر سال گزرا تو اس پر بھی زکوٰۃ واجب ہے۔

مسئلہ اور جس کے جانور سال کا اکثر حصّہ مفت جنگل میں چریں اس پر بھی بعد گزرنے سال کے زکوٰۃ واجب ہے۔

مسئلہ سونے چاندی میں مطلقاً زکوٰۃ واجب ہے جب کہ بقدر نصاب ہوں اگرچہ دفن کر کے رکھے ہوں۔ یا زیور بنا کر پہنے ہوں یا گوٹہ ہو اور ٹھپّہ اور سلمہ ستارہ ہو سب میں زکوٰۃ ہے۔

اور نوٹ ثمن عرفی ہے جب تک اس کا چلن ہے اس میں زکوٰۃ ہے۔

مسئلہ آلاتِ حرفہ مثلاً لوہار کے اوزار درزی کی مشین اور کارخانہ والوں کی مشینری میں زکوٰۃ نہیں۔[۱]

مسئلہ جس کے پاس چاندی نصاب سے کم ہے اور سونا بھی نصاب سے کم ہے تو اس کو ایک جنس بنا لے اور وہ ایک جنس بنائے جس میں فقیروں کا فائدہ ہو۔ مثلاً چالیس تولہ چاندی ہے اور ۴ تولہ سونا ہے تو ۴ تولہ سونا سے جتنی چاندی خریدی جا سکتی ہے اس چالیس تولہ چاندی میں ملائے اور پھر زکوٰۃ ادا کرے اور اگر صرف چاندی ہے اور صرف سونا ہے جو نصاب سے کم ہے تو اس شخص پر زکوٰۃ واجب نہیں۔

مسئلہ زکوٰۃ دیتے وقت یا زکوٰۃ کا مال علیحدہ کرتے وقت نیت زکوٰۃ شرط ہے۔ نیت کے یہ معنیٰ ہیں کہ اگر پوچھا جائے تو بلا تامل بتا سکے کہ زکوٰۃ ہے۔

مسئلہ زکوٰۃ دیتے وقت نیت زکوٰۃ نہ کی بعد کو کی تو اگر وہ مال فقیر کے پاس موجود ہے یعنی اس کی مِلک میں ہے تو یہ نیت کافی ہے ورنہ نہیں۔

مسئلہ زکوٰۃ دینے میں اس کی ضرورت نہیں کہ فقیر کو زکوٰۃ کہہ کر دے بلکہ صرف نیت زکوٰۃ ہی کافی ہے یہاں تک کہ اگر ہبہ یا قرض کہہ کر دے اور نیت زکوٰۃ کی ہو

---

[۱] یعنی جو مشینری اوزار وغیرہ فروخت کے لئے بنائے جاتے ہیں ان میں زکوٰۃ ہے **مسئلہ** جو جائداد کرایہ پر دی جائے اس کی مالیت پر زکوٰۃ نہیں لیکن جو کرایہ وغیرہ حاصل ہو اور وہ نصاب کو پہنچ جائے تو سال گزرنے پر اس رقم پر زکوٰۃ واجب ہے۔

ادا ہوگئی (عالمگیری) یوں ہی نذر یا ہدیہ یا پان کھانے یا بچوں کے مٹھائی کھانے یا عیدی کے نام سے دی ادا ہوگئی۔ بعض محتاج ضرورتمند زکوٰۃ کا روپیہ نہیں لینا چاہتے انہیں زکوٰۃ کہہ کر دیا جائے گا تو نہیں لیں گے لہذا زکوٰۃ کا لفظ نہ کہنا چاہیئے۔

مسئلہ یہ گمان کرکے کہ پانسو روپیہ ہیں۔ پانسو کی زکوٰۃ دی۔ پھر معلوم ہوا کہ چارسو تھے تو جو زیادہ ہے آئندہ سال میں محسوب کر سکتا ہے۔

مسئلہ کسی کے پاس سونا چاندی دونوں ہیں اور سال تمام سے پہلے ایک کی زکوٰۃ دی تو وہ دونوں کی زکوٰۃ ہے یعنی درمیان سال میں ان میں سے ایک ہلاک ہوگیا اگرچہ وہی جس کی نیت سے زکوٰۃ دی ہے تو جو رہ گیا ہے اس کی زکوٰۃ یہ ہوگئی۔

مسئلہ اگر شک ہے کہ زکوٰۃ دی یا نہیں تو اب دے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ رہنے کے مکان میں زکوٰۃ نہیں اگرچہ ہزاروں کا ہو اگر کسی کے پاس علاوہ رہائشی مکان کے دوسرا مکان ہے جو کرایہ پر دیا ہوا ہے تو اگر اس کے کرایہ سے اپنا گزارہ چلاتا ہے تو زکوٰۃ نہیں۔ اور اگر کرایہ جمع کرتا ہے تو بقدر نصاب کے زکوٰۃ ہے۔

مسئلہ زکوٰۃ کا روپیہ مردہ کی تجہیز و تکفین میں یا مسجد کی تعمیر میں نہیں صرف کر سکتے۔ کہ تملیک فقیر نہیں پائی گئی۔ اور ان امور میں صرف کرنا چاہیں تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ فقیر کو مالک کر دیں اور وہ صرف کرے اور ثواب دونوں کو ہوگا۔

مسئلہ مالک نصاب سال پورا ہونے سے پہلے اگر زکوٰۃ دے دے تو درست ہے۔ اور پیشتر سے چند سال کی بھی زکوٰۃ دے سکتا ہے۔

مسئلہ سال پورا ہونے پر کل نصاب خیرات کردی اگرچہ زکوٰۃ کی نیت نہ کی زکوٰۃ ادا ہوگئی۔

مسئلہ سال میں علاوہ سونے چاندی کے جب تک تجارت کی نیت نہ کرے زکوٰۃ نہیں۔ اور نیت تجارت کے لئے شرط ہے کہ وقت عقد نیت ہو اگرچہ دلالۃً تو اگر عقد کے بعد نیت کی زکوٰۃ واجب نہ ہوئی۔ یونہی اگر رکھنے کے لئے کوئی چیز لی اور یہ نیت کی کہ نفع ملے گا تو بیچ ڈالوں گا تو زکوٰۃ واجب نہیں۔

مسئلہ نصاب سے زیادہ مال ہے تو اگر یہ زیادتی نصاب کا پانچواں حصہ ہے تو اس کی زکوٰۃ بھی واجب ہے اور اگر وہ زیادتی نصاب کا پانچواں حصہ نہیں ہے تو اس کی زکوٰۃ نہیں۔

مسئلہ اگر سونے چاندی میں کھوٹ ہو اور غالب سونا چاندی ہے تو زکوٰۃ ہے اور اگر کھوٹ غالب ہے تو زکوٰۃ نہیں۔ پھر اس کی چند صورتیں ہیں۔ اگر اس میں سونا چاندی اتنی مقدار میں ہو کہ جدا کریں تو نصاب کو پہنچ جائے۔ یا وہ نصاب کو نہیں پہنچتا مگر اس کے پاس اور مال ہے کہ اس سے مل کر نصاب ہو جائے گا۔ یا وہ ثمن میں چلتا ہے اور اس کی قیمت نصاب کو پہنچتی ہے تو ان سب صورتوں میں زکوٰۃ واجب ہے۔

مسئلہ مال تجارت میں سال گزرنے پر جو قیمت ہوگی اس کا اعتبار ہے مگر شرط یہ ہے کہ شروع سال یا اس

کی قیمت دو سو درہم سے کم نہ ہو۔

مسئلہ قیمت اس جگہ کی ہونی چاہئے جہاں مال ہے اور اگر مال جنگل میں ہو تو اس کے قریب جو آبادی ہے وہاں جو قیمت ہے اس کا اعتبار ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ عورت نے مہر کا روپیہ وصول کر لیا سال گزرنے کے بعد شوہر نے قبل دخول طلاق دے دی تو نصف مہر واپس کرنا ہوگا اور زکوٰۃ پورے کی واجب ہے۔ اور شوہر پر واپسی کے بعد سے سال کا اعتبار ہے۔

مسئلہ روپے کے عوض کھانا غلّہ کپڑا وغیرہ فقیر کو دے کر مالک کر دیا تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ مگر اس چیز کی قیمت جو بازار بھاؤ سے ہوگی وہ زکوٰۃ میں سمجھی جائے گی۔ بالائی مصارف مثلاً بازار سے لانے میں جو مزدور کو دیا ہے یا گاؤں سے منگوا کر دیا تو کرایہ اور چونگی وضع نہ کریں گے۔ یا پکوا کر دیا تو پکوائی یا لکڑیوں کی قیمت مجرا نہ کریں گے۔

مسئلہ ایک شخص کے پاس صرف ایک ہزار درہم ہیں اور کچھ مال نہیں اس نے سو درہم سالانہ کرایہ پر دس سال کے لئے ایک مکان لیا اور وہ کل روپے مالک مکان کو دے دیئے تو پہلے سال میں نو سو کی زکوٰۃ دے کہ ایک سو کرایہ میں گئے۔ دوسرے سال آٹھ سو کی بلکہ پہلے سال کی زکوٰۃ کے ۲۲½ درہم آٹھ سو میں سے کم کر کے باقی کی زکوٰۃ دے اسی طرح ہر سال میں سو روپے اور سال گزشتہ کی زکوٰۃ کے روپیہ کم کر کے باقی کی زکوٰۃ اس کے ذمہ ہے اور مالک مکان کے پاس بھی اگر اس کرایہ کے ہزار کے سوا کچھ نہ ہو تو دو سال تک کچھ نہیں۔ دو سال گزرنے پر اب دو سو کا مالک ہوا۔ تین برس پر تین سو کی زکوٰۃ دے۔ یوں ہی ہر سال سو درہم کی زکوٰۃ بڑھتی جائے گی۔ مگر اگلی برسوں کی مقدار زکوٰۃ کم کرنے کے بعد باقی کی زکوٰۃ واجب ہوگی۔

مسئلہ جو مال کسی پہ دین ہو اس کی زکوٰۃ کب واجب ہوتی ہے اور ادا کب؟ اس میں تین صورتیں ہیں۔ اگر دَین قوی ہو جیسے قرض جسے عرف میں دستگرداں کہتے ہیں اور مال تجارت کا ثمن مثلاً کوئی مال اس نے بہ نیت تجارت خریدا۔ اسے کسی کے ہاتھ ادھار بیچ ڈالا۔ تو یہ دَین قوی ہے اور دَین قوی کی زکوٰۃ بحالت دَین ہی سال بسال واجب ہوتی رہے گی مگر واجب الادا اس وقت ہے جب پانچواں حصہ نصاب کا وصول ہو جائے۔ مگر جتنا وصول ہوا۔ اتنے ہی کی واجب الادا ہے دوسرے دَین متوسط کہ کسی سال غیر تجارتی کا بدل ہو مثلاً گھر کا غلّہ یا سواری کا جانور اور کوئی شئے حاجت اصلیہ کی بیچ ڈالی اور دام خریدار پر باقی ہیں اس صورت میں زکوٰۃ دینا اس وقت لازم آئے گا کہ دو سو درہم پر قبضہ ہو جائے۔ یوں ہی اگر مورث کا دَین اسے ترکہ میں ملا اگرچہ مال تجارت کا عوض ہو مگر وارث کو دو سو درہم وصول ہونے اور مورث کو مرے ہوئے سال گزرنے پر زکوٰۃ دینا لازم آئے گا۔ تیسرے دَین ضعیف جو غیر مال کا بدل ہو جیسے مہر بدل خلع دیت یا مکان دکان کہ بہ نیت تجارت خریدی نہ تھی۔ اس کا کرایہ کرایہ دار پر چڑھا اس میں زکوٰۃ دینا اس وقت واجب ہے کہ نصاب پر قبضہ کرنے کے بعد سال گزر جائے یا اس کے پاس کوئی نصاب اس جنس کی ہے اور اس کا سال تمام ہو جائے تو زکوٰۃ واجب ہے۔

کیا تراویح بیس (۲۰) رکعت ہیں؟

(قسط ۱) — از مولانا محمد رمضان صاحب فاضل دار العلوم حزب الاحناف لاہور

سوال: جماعت مدعیان عامل بالحدیث (غیر مقلدین) کا دعویٰ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آٹھ تراویح کا حکم دیا ہے۔ دلیل کے لئے درج ذیل حدیث مختلف کتابوں سے پیش کرتے ہیں کیا یہ حکم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے: عن سائب بن یزید انہ قال امر عمر بن الخطاب ابی بن کعب وتمیم الداری ان یقوما للناس باحدی عشرۃ رکعۃ۔

(موطا امام مالک ص۴۰ ۔ تنویر الحوالک جلد اول ص۱۳۸ ۔ التعلیق الممجد علی موطا امام محمد ص۱۴۳ ۔ قیام اللیل ص۹۱ ۔ المصابیح ص۱۸ ۔ کنز العمال جلد سوم ص۳۱۳ ۔ سنن الکبریٰ للبیہقی جلد دوم ص۴۹۶ ۔ معرفت السنن والآثار للبیہقی جلد اول ص۴۴۸) ۔

الجواب

موطا امام مالک اور دیگر کتب حدیث میں یہ حدیث ہے لیکن یہ حدیث شاذ و مضطرب ہے۔ اور شاذ وہ حدیث ہوتی ہے کہ راوی خود ثقہ ہو اور دوسرے ثقات کے خلاف بیان کرے اور مضطرب وہ حدیث ہوتی ہے کہ مثلاً ایک صحابی سے یا شیخ حدیث سے چند لوگ روایت کریں ایک کچھ بیان کرے اور ایک کچھ بیان کرے یہ حدیث اسی قبیل سے ہے اسی لئے خود امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث پر اعتماد نہ کرتے ہوئے آٹھ تراویح کا مذہب اختیار نہیں کیا بلکہ ۳۶ تراویح کا مذہب اختیار فرمایا جیسا کہ مندرجہ ذیل حوالہ جات سے واضح ہو جائے گا۔

شیخ محقق شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ما ثبت من السنۃ فی الایام السنۃ ص۲۱۷ مطبوعہ مجتبائی میں رقم طراز ہیں:

فعندنا ھی عشرون رکعۃ لما روی البیہقی باسناد صحیح انہم کانوا یقومون علی عہد عمر بعشرین رکعۃ وفی عہد عثمان وعلی مثلہ اور اس کے چند سطور آگے فرمایا: والذی استقر علیہ الامر واشتھر من الصحابۃ والتابعین ومن بعدھم ھو العشرون وما روی انھا ثلث وعشرون فلحساب الوتر معھا وقال مالک وروی عن الشافعی ایضاً انھا ست وثلثون او تسع وثلثون مع الوتر فھو عمل اھل المدینۃ خاصۃ وقالوا

سبب ذالك ان اهل مكة
يطوفون بالبيت اسبوعا و
يصلون ركعتي الطواف بين
كل ترويحتين و اهل المدينة
لما بعد و امن ادراك هذه
الفضيلة صلوا بين ذالك اربع
ركعات و ليسمونها الست
عشرية و استمر عادتهم
على ذالك الى الآن وقد
يروي ذالك عن عمر و علي
رضي الله عنهما لكنه غير
مشهور عنهما۔

ترجمہ: "سو ہمارے نزدیک تراویح بیس رکعت ہیں کیونکہ بیہقی نے صحیح اسناد سے روایت کیا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں بیس رکعت پڑھا کرتے تھے اور حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے عہد میں اتنی ہی پڑھتے

تھے۔

اور امام مالک فرماتے ہیں
اور !

امام شافعی سے بھی روایت ہے کہ تراویح مع وتر ۳۶ رکعت ہیں یا انتالیس رکعت ہیں۔ تو یہ خاص مدینہ والوں کا عمل ہے اور کہتے ہیں کہ اس کا سبب یہ ہے کہ مکہ والے کعبہ کا طواف کرتے ہیں اور طواف کی دو دو رکعت ہر دو تراویح کے درمیان پڑھتے ہیں اور مدینہ والے چونکہ اس فضیلت کے حاصل کرنے سے دور ہیں تو انہوں نے ان کے درمیان میں چار رکعتیں پڑھنی شروع کر دیں اور ان کا نام ست عشریہ رکھ دیا اور ان کی عادت آج تک وہی چلی آتی ہے اور یہی روایت حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی آئی - پر ان سے مشہور نہیں۔"

اور میزان شعرانی صفحہ ۱۵۳ میں ہے :

"ومن ذالك قول ابي حنيفة والشافعي و احمد ان صلوٰة التراويح في شهر رمضان عشرون ركعة و انها في الجماعة افضل مع قول مالك و في احدى الروايات عنه انها ستة و ثلاثون ركعة۔"

ترجمہ: "اور تراویح کے بارہ میں امام ابو حنیفہ اور امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم کا قول ہے - کہ یقیناً نماز تراویح ماہ رمضان میں بیس رکعت ہیں اور ان کا جماعت سے پڑھنا افضل ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا

قول بھی یہی ہے اور ان سے ایک روایت ہے کہ چھتیس ۳۶ رکعتیں ہیں۔"

تو ان حوالجات سے ثابت ہوا کہ اس حدیث کی رُو سے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا مذہب آٹھ تراویح اختیار نہیں کیا بلکہ دوسری روایت جو خود انھوں نے یزید بن رومان سے روایت کی ہوئی ہے۔ اس پر اپنے مذہب کی بنیاد رکھی۔ اور جس کو دیگر محدثین نے بھی اپنی کتب میں روایت کیا ہے اسی لئے تمام ائمہ مجتہدین اور ان کے مقلدین کا مذہب بیس تراویح ہے اور جملہ علما کا مذہب بھی یہی ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہر ترویحہ کے بعد چار رکعتیں پڑھتے ہیں۔ تو بیس تراویح میں چار ترویحے ہوئے تو ۱۶ رکعتیں یہ ہوئیں اور بیس تراویح کی تو کل ۳۶ رکعتیں ہوگئیں۔

اور حافظ ابن عبدالبر نے جو مالکی ہیں صاف لکھ دیا کہ گیارہ رکعت والی حدیث امام مالک کا وہم ہے۔

اور مولانا عبدالحی الرفع والتکمیل ص ۱۹ میں فرماتے ہیں: قال الذهبي في ميزانه في ترجمة هشام بن عروة لاعبرة بما قاله ابوالحسن القطان من انه سهيل بن ابي صالح اختلط وتغير۔ نعم الرجل تغير قليلا ولم يبق حفظه كهو في حال الشباب فنسي بعض محفوظه اووهم فكان ماذا اهو معصوم من النسيان و مثل ذالك يقع لمالك ولشعبة ولوكيع ولكبار الثقات۔

ترجمہ: "علامہ ذہبی میزان الاعتدال میں فرماتے ہیں ہشام بن عروہ کے ترجمہ میں ہاں اسے تھوڑا وہم ہوگیا تھا۔ اور اس کا حافظہ ایسا نہ رہا جیسا کہ زمانہ جوانی میں تھا تو بعض محفوظات کو بھول گیا یا اسے وہم ہوگیا تو کیا ہوا۔ کیا وہ نسیان سے معصوم ہے اور ایسا تو امام مالک اور شعبہ اور وکیع اور اکابر ثقات میں پایا جاتا ہے۔"

الحاصل یہ حدیث تفرد ثقہ کی بنا پر شاذ ہے یا بقول ابن عبدالبر وہم ہے۔ بہر صورت قابل حجت نہیں بہ نسبت دیگر احادیث کے جن میں بیس رکعت پڑھنے کا ذکر ہے اور وجہ اضطراب اس حدیث کی یہ ہے کہ سائب سے تین شخص روایت کرتے ہیں۔

(۱) محمد بن یوسف ۲۔ یزید بن خصیفہ
(۳) حارث بن ابی ذئب

اور محمد بن یوسف سے پانچ شخص روایت کرتے ہیں:

(۱) امام مالک
(۲) عبدالعزیز بن محمد
(۳) محمد بن اسحاق
(۴) یحییٰ بن سعید (۵) داؤد بن قیس

اور داؤد بن قیس محمد بن یوسف سے بیس رکعت روایت کرتا ہے جس کو شیخ الاسلام عینی نے شرح بخاری میں صفحہ ۳۲۵ جلد ۵ پر نقل کیا ہے۔

(باقی باقی)

سوال و جواب

از :
(حضرت مولانا محمد رمضان صاحب فاضل دار العلوم حزب الاحناف لاہور)

سوال : میرے والد فوت ہو چکے ہیں والدہ زندہ ہے میرے ماموں نے میرا نکاح میری مرضی کے خلاف جبراً ایک ایسے شخص سے کر دیا ہے جو زانی بھی ہے اور جس کا مذہب و اخلاق مشکوک ہے۔ میں نے اول سے لے کر آخر وقت تک اس نکاح کو منظور نہیں کیا۔ مگر میرے انکار کے باوجود میرے رشتہ داروں نے مجھے میری ٹانگوں میں رسّی باندھ کر اس ظالم کے سپرد کر دیا ......

اس ستم ظریفی کا ثمر میرے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے۔ مختصر یہ کہ میں حلفاً بیان کرتی ہوں میں نے ایک سیکنڈ کے لئے بھی اس نکاح کو منظور نہیں کیا ہے اور اب تک منظور نہیں کرتی ہوں۔ کیا شریعت میں یہ نکاح جائز ہے ؟ اور کیا میری اجازت و منظوری کے بغیر میرا نکاح کر دینے سے نکاح ہو گیا ہے ؟

(مقصودہ فاطمہ بنت فاضل خان دھنی والا ضلع منٹگمری)

الجواب

بلاشبہ عاقلہ بالغہ پہ ولایت اجبار نہیں ہے یہ تو ماموں ہے حقیقی باپ یا دادا بھی جبراً نکاح نہیں کر سکتا۔ یہ نکاح نہیں بلکہ سفاح و ظلم و زنا اور بدترین معصیت ہے رب العزت کے قہر سے خوف کریں فقہائے کرام نے تصریح کی ہے کہ ہدایہ شریف صفحہ ۲۹۴ میں ہے :

لا یجوز للولی اجبار البکر البالغة علی النکاح کہ ولی کو بالغہ عاقلہ باکرہ کو نکاح پہ جبر کرنا جائز نہیں۔

عورت مذکورہ کو شرعی طور پہ اجازت ہے کہ وہ اپنی مرضی سے کسی مرد صالح سے نکاح کر لے اور اپنی جان کی خلاصی کے لئے سب جج کو ایک درخواست اس امر کی دے کہ میں خود مختار عاقلہ بالغہ ہوں اور اپنی مرضی سے نکاح کرنا چاہتی تھی اور میرے ماموں نے جو میرا نکاح میری مرضی کے خلاف کیا ہے وہ شرعی نکاح نہیں یہ درخواست صرف اس امر کی خاطر ہے کہ وہ نام نہاد شوہر دعویٰ نکاح نہ کر سکے۔ قرآن عزیز میں صاف طور پر ارشاد فرمایا گیا ہے ان ینکحن ازواجهن عاقلہ بالغہ کو نکاح کرنے سے روکا نہ جائے۔

سوال : ایک شخص نے ڈاکخانہ میں اپنا روپیہ بغرض حفاظت یا بطور امانت رکھا جب ایک عرصہ کے بعد اس نے اپنا روپیہ واپس لیا تو ڈاکخانہ والوں نے اسے تیس چالیس روپیہ زائد دے دیئے اب گزارش یہ ہے کہ روپیہ رکھنے والے نے روپیہ رکھتے ہوئے کوئی منافع سود وغیرہ ان سے مقرر نہیں کیا تھا۔ نہ ہی یہ اس کی غرض تھی اور نہ کوئی ازدیاد کا وعدہ تھا۔ کیا اندریں حالات یہ زائد روپیہ سود ہے یا منافع۔ اور جب مقرر بھی نہیں کیا۔ اور نہ ارادہ تھا اور بطور قرض بھی نہیں دیا تھا کہ اس زائد رقم کو بنک کی مہربانی سمجھ لیا جائے۔ بہر حال کیا یہ زائد روپیہ سود کی تعریف میں آیا ہے ؟ اگر آتا ہے تو وہ شخص اس روپیہ کو کہاں خرچ کرے ؟ کیا صدقہ کر سکتا ہے

اور آئندہ اگر کوئی ڈاک خانہ میں روپیہ رکھے تو اسے یہ زائد رقم لینی چاہئے یا سا تھ ہی انکار کر دینا چاہئے؟ امید کہ جناب معلوماتِ وسیعہ سے خاص طور پر یہ مسئلہ غور اور مطالعہ کے بعد مفصل تحریر کر دیں گے۔ کیونکہ عام طور پر بھی تجارت پیشہ لوگ بنک اور ڈاکخانہ میں بطور امانت روپیہ رکھتے ہیں۔ اپنی مکمل اور مفصل محققانہ رائے سے مطلع فرمائیں؟

(حکیم خادم علی سیالکوٹ)

الجواب

اسلامی بنک اور ڈاک خانوں میں جو روپیہ جمع کیا جاتا ہے وہ قرض کے حکم میں ہے اس لئے کہ امانت میں تصرف کرنے کے بعد قرض ہو جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ بنک اور ڈاکخانوں میں جو رقم جمع کی جاتی ہے وہ بعینہٖ جمع کرنے والوں کو نہیں دی جاتی بلکہ اس کی مثل دی جاتی ہے اور یہ قرض ہے۔ اور قرض کے ذریعہ جو نفع حاصل کیا جائے اگرچہ دینے لینے والے نے صراحتہً کچھ طے نہ کیا ہو لیکن الحکم المعروف کالمشروط بمقتضائے الثابت بالعرف کالثابت بالنص وہ مشروط ہی سمجھا جائے گا۔ اور جو رقم اصل سے زائد دیتے ہیں وہ سود کے نام سے دیتے اور ماہ بماہ سود بڑھاتے جاتے ہیں اور وقتِ ادا بھی بتاتے ہیں کہ اتنا اصل ہے اور اتنا سود ہے۔ پھر لینے والا مختار ہوتا ہے لے یا نہ لے۔ لہٰذا فقیر کی رائے میں یہ یقیناً قطعاً سود خالص ہے اور سود قطعاً یقیناً حرام ہے۔ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

کل قرض جر بہ نفعا فہو ربا

اور سود کے متعلق فرمایا:

لعن اللہ آکل الربا وموکلہ وکاتبہ وشاھدیہ۔

اور بنک و ڈاکخانہ میں جو رقم جمع کرائی جاتی ہے۔ دو قسم کی ہوتی ہے ایک چلیت حساب ہوتا ہے جس کو کرنٹ اکاؤنٹ کہتے ہیں۔ دوسرا امانت جس کو فکسڈ ڈیپازٹ۔

پہلی قسم میں سود ملتا ہے اور دوسری قسم میں نہیں۔ لہٰذا بنک یا ڈاکخانہ سے جو نام نہاد سود ملے اس کو نہ لے اور اگر ناواقفی سے لے لیا تو فقراء و مساکین کو صدقہ کر دے۔ پاکستان بننے سے قبل انگریز کے زمانہ میں لائڈ بنک سٹیٹ بنک آف انڈیا سے جو نام نہاد سود ملتا تھا وہ جائز تھا اس لئے کہ کفار و مشرکین یقیناً نہ ذمی تھے نہ مستامن۔ کیونکہ ذمی و مستامن کے لئے بادشاہِ اسلام کا ذمہ کرنا اور امن دینا ضرور ہے۔ لہٰذا وہ حربی تھے اور حربی کا مال مضمون نہیں معصوم و متقوم نہیں من اخذہ اخذ مالا مباحا بای طریق کان لہٰذا ان کفار کے اموال عقود فاسدہ کے ذریعہ حاصل کئے جا سکتے تھے جبکہ غدر اور بدعہدی نہ ہو۔ اور اب پاکستان کے کفار ذمی ہیں اور بھارت سے امن لے کر آتے ہیں وہ مستامن ہیں لہٰذا اب وہ حکم جواز نہ رہا۔

سوال: مثلاً ایک مسجد کے ساتھ کوئی جگہ ملتی ہے اور نمازیوں کا خیال ہے کہ اگر یہ جگہ مسجد کے ساتھ مل جائے تو مسجد اور وسیع ہو جائے گی۔ اگر وہ مالک زمین یا مالک مکان قیمت کے بدلے مسجد کے نام وہ جگہ فروخت کر دے یا بغیر قیمت کے مفت مسجد کے نام جگہ شامل کر دے تو فروخت والی کا کتنا ثواب ہے اور اللہ واسطے دی ہوئی کا کتنا ثواب ہے؟ (صوفی فقیر محمد اخلاص)

الجواب

مسجد کے متصل زمین یا مکان کا مالک اگر مفت مسجد کی توسیع کے لئے زمین یا مکان دے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو اس سے دس گنا زمین جنت میں عطا فرمائے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

"من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالھا

جو شخص ایک نیکی کرے اس کا بدلہ اسی کے مثل دس نیکیاں ہیں۔"

اور اگر قیمت لے کر مسجد کے لئے فروخت کرے تو اگر کسی غیر کو بیچتا اس سے کم قیمت لی ہے تو بھی ثواب ہے مگر یہ بتلانا کہ کتنا ثواب ہے یہ مشکل ہے ناپ تول کر بتلانے والی چیز نہیں اللہ تعالےٰ کے علم میں ہے۔ اور اگر وہ زمین اور مکان کسی غیر کو بیچنے کی بجائے مسجد کے لئے قیمتاً بیچے اس نیت سے کہ مسجد کی توسیع بھی ہو جائے اور جو قیمت دوسرے کے ہاتھ بیچنے سے ملتی وہ بھی مل جائے تو صرف نیک نیتی کا ثواب ملے گا اور اگر مسجد ہی تعمیر کرے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

من بنی للہ مسجدا بنی اللہ لہ بیتا فی الجنۃ۔

ترجمہ : جو شخص اللہ کے لئے مسجد بنائے اللہ تعالےٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔

سوال : ۱۔ خاندانی اور علمیت کے لحاظ سے بہت ہی افضل مقررہ شدہ خطیب جامع مسجد کا لڑکا جو حقہ نوشی کا عادی داڑھی صاف اور سر کے بال بودی پر مشتمل ہیں۔ لیکن قرآن کا پڑھنا موزوں اور باتمونہ ہے۔ کیا باپ کی عدم موجودگی میں نماز پڑھا سکتا ہے ؟

۲۔ مقررہ شدہ امام حقہ نوشی کا عادی اور بھنگ کا بھی کیا اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے ؟

۳۔ حقہ نوشی مکروہ ہے یا حرام ہے ؟

۴۔ عام لوگ فرض نماز یا جماعت ادائیگی کے بعد جگہ تبدیل کر دیتے ہیں۔ کیا جگہ تبدیل کرنا ثواب ہے اس کی ابتدا کیسے ہوئی۔ بیان فرما دیں ؟

(عاصی قاضی احمد سعید)

الجواب

۱۔ خطیب جامع مسجد کا لڑکا جو داڑھی منڈاتا ہے اور انگریزی بال رکھتا ہے اور قرآن خوش آوازی سے پڑھتا ہے ہرگز لائقِ امامت نہیں اس لئے کہ داڑھی منڈانے والا فاسق معلن ہے اور فاسق کے پیچھے جو نماز پڑھی جاتی ہے وہ واجب الاعادہ ہوتی ہے کبیری شرح منیہ میں ہے :

فی تقدیمہ تعظیمہ فقد وجب توھینہ فاسق کے امام بنانے میں اس کی تعظیم ہے اور یقیناً اس کی توہین واجب ہے۔

اور ردالمحتار میں ہے :

کل صلوٰۃ ادیت مع الکراھۃ التحریمیۃ تجب اعادتھا ہر نماز کہ کراہت تحریمی کے ساتھ ادا کی جاوے اس کا اعادہ واجب ہے۔

لہذا باپ کی موجودگی یا عدم موجودگی میں یہ نماز نہ پڑھائے۔ بلکہ کسی سُنی صحیح العقیدہ صالح متقی کو امام بنا کر اس کے پیچھے نماز پڑھیں۔

۲۔ جو امام بھنگ پیتا ہے وہ فاسق ہے اور فاسق کی

امامت مکروہ تحریمی ہے لہذا اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے واجب الاعادہ ہوگی پس ایسے امام کے پیچھے نماز نہ پڑھیں اور کوئی لائق امامت سنی صحیح العقیدہ کو تلاش کرکے اس کو امام بنائیں اور اگر صرف حقہ پیتا ہے تو چنداں حرج نہ تھا کیونکہ حقہ مباح ہے بشرطیکہ نشہ دار تمباکو نہ ہو۔

۳۔ حقہ نوشی کے تین درجے ہیں اگر خمیرہ تمباکو ہے جس کے پینے سے نشہ ہوتا ہے جیسا کہ بعض نواح میں بناتے ہیں وہ حرام ہے اور اگر پانی بدلتے نہیں اور تعفن بہت ہے تو بوجہ بُو کے مکروہ ہے جیسے کچا لہسن پیاز کھانا اور اگر پانی بدلتے رہتے ہیں اور زیادہ بُو نہیں اور کبھی کبھی کسر ریاح کے پیتا ہے تو خالص مباح ہے اس کی امامت میں حرج نہیں۔

۴۔ فرض نماز ہو یا نفل ایک جگہ نماز پڑھنے کے بعد جگہ بدلنا حدیث شریف سے ثابت ہے جس کو ابن ماجہ اور امام احمد نے روایت کیا ہے اور ایک روایت میں امام کے متعلق ہے کہ وہ فرض نماز پڑھا کر جگہ بدل لے تاکہ جماعت کے بعد آنے والے لوگ یہ نہ سمجھیں کہ ابھی جماعت نہیں ہوئی اور انتظار میں اپنا وقت ضائع کریں۔ نیز جگہ بدلنے میں یہ حکمت ہے کہ ہر جگہ نمازی کے متعلق گواہی دے کہ مجھ پر اس نے نماز پڑھی ہے

امام کے متعلق جو حدیث ہے وہ یہ ہے

لا یصلی الامام فی مقامہ الذی صلی فیہ المکتوبۃ حتی یتنحی عنہ رواہ ابن ماجۃ۔

جس جگہ امام نے فرض نماز پڑھی ہے وہاں سے ہٹ کر سنت وغیرہ پڑھے اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا۔

اور دوسری حدیث یہ ہے:

ایعجز احدکم ان یتقدم او یتاخر او عن یمینہ او عن شمالہ۔

کیا ایک تمہارا عاجز ہے کہ نماز پڑھنے کے بعد آگے پیچھے یا دائیں بائیں ہو جائے۔

لہذا جگہ بدل کر نماز پڑھنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور موجب ثواب ہے۔

سوال: کئی لوگ نماز پوری پڑھتے ہیں اور کوئی قصر پڑھتے ہیں ان کے بارہ میں کیا حکم ہے۔ ریلوے کے جو ملازم پیشہ لوگ جن کے گھر بار بال بچے یہاں لاہور میں موجود ہیں اور اصل ملازمت ان کی تو لاہور میں ہی شمار ہوتی ہے اور کام اس کا کبھی کبھی گاڑی کے ساتھ ساتھ کبھی کراچی کبھی راولپنڈی کبھی ملتان ان کی ڈیوٹی آجاتی ہے اور تنخواہ کے علاوہ وہ ٹائم کی تنخواہ بھی ان کو زیادہ ملتی ہے اور یہ لوگ اپنی ڈیوٹی کی صورت میں جو سفر کرتے ہیں دو دن ہو یا مہینہ ہو یا دس دن ہوں ان کے بارہ میں کیا حکم ہے یہ نماز قصر ادا کریں یا پوری پڑھیں ۔۔؟

(مولوی غلام یحییٰ)

الجواب

صورت مسئولہ میں جو لوگ ریلوے کے ملازم ہیں اگر وہ ۵۷ ۳/۸ میل کے سفر کا ارادہ کریں تو شہر یا متصل شہر سے باہر ہو کر نماز قصر ادا کریں۔ چار رکعت والی فرض نماز کو ۲ رکعت

(باقی صفحہ ۳۱ پر)

سے ادا کریں۔ اور اگر ماہِ رمضان میں سفر کر رہے ہیں تو روزہ نہ رکھیں یعنی شریعت کی طرف سے رخصت ہے سفر میں روزہ نہ رکھنے سے گنہگار نہیں اور اگر رکھ لیں تو صحیح ہے روزہ ادا ہو جائے گا۔ مقیم ہونے پر اتنے دن کے روزہ کی قضا کریں۔ ہاں اگر متذکرہ بالا مقدار سے سفر کم ہو تو پوری نماز ادا کریں۔

لہذا احکامِ سفر کے لئے دو چیزیں معتبر ہیں۔ مذکورہ بالا مقدارِ سفر کا ارادہ ہو اور شہر اور فنائے شہر جیسے گھوڑ دوڑ قبرستان وغیرہ سے باہر نکل جائے اور اگر ارادہ نہیں ٹہلتے ٹہلتے اور کسی کے ساتھ باتیں کرتے بیان کردہ مقدار سے نکل گیا تو بھی قصر نہیں اور اگر ارادہ ہے لیکن شہر اور فنائے شہر سے نکلا نہیں تب بھی قصر نہیں۔ کما فی رد المحتار ص۵۷ :

لو خرج ولم یقصد او قصد ولم
یخرج لا یکون مسافراً۔

اور نیت سفر نماز سے پہلے ہونی چاہئے تاکہ احکامِ سفر مرتب ہوں۔ ردالمحتار میں ہے :

قال فی البحر و اشار الی ان النیۃ
لا بد ان تکون قبل الصلوٰۃ۔

سوال : شادی۔ بیاہ۔ عقیقہ۔ ختنہ وغیرہ کی تقریبات پر باجہ بجانا۔ گانا۔ ناچنا۔ ڈھولک بجانا شرعاً کیا حکم رکھتا ہے۔ اور اس کے برخلاف فتنہ کرنے والے کے متعلق شریعت حقہ کیا حکم دیتی ہے؟ مفصل طور پر تحریر فرماویں۔

الجواب

البتہ باجہ بجانا و گانا و ڈھولک بجانا در شرع مطہر محمدیہ ناجائز و حرام است

لذا بر تمام مسلمین و مومنین لازم و واجب است کہ از روئے امر بمعروف و نہی از منکر جلوگیری این منکرات ناشائستہ را نمایند و ہر جا کہ این کارہائے نامشروع واقع شود مومنین در آن مجلس ہا حاضر نشوند۔

معجزۂ شق القمر

(از حضرت مولانا محمد حنیف صاحب فاضل حزب الاحناف لاہور)

تیری مرضی پا گیا سورج پھرا الٹے قدم
تیری انگلی اٹھ گئی مہ کا کلیجہ چر گیا

چاند شق ہو پیڑ بولیں جانور سجدے کریں
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی

(قسطِ اول)

معجزۂ شق القمر کو محدثین و ائمہ دین و مفسرین و اہل سیر و مورخین نے بیان کیا۔ اور بڑی شان و اہتمام سے لکھا۔ خدائے تعالے نے اپنے پیارے محبوب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ تمام معجزات جو اگلے نبیوں و رسولوں علی نبینا و علیہم الصلاۃ والتسلیم کو عطا فرمائے۔ وہ تمام و کمال معجزات و فضائل و کمالات عطا فرمائے۔

اور ان کے علاوہ بے حد و شمار معجزے حضور اقدس کو عطا کئے اور بکثرت وہ معجزات بھی عطا فرمائے۔ جو حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص ہیں۔ ان خصوصی معجزات میں اعلیٰ و اکرم افضل و اہم معجزہ قاہرہ و آیہ باہرہ شق القمر چاند ٹکڑے کرنے والا روشن معجزہ ہے۔ اس کا انکار نہ کرے گا مگر عقل سے کورا اور دین سے بے بہرا۔ یا دشمنِ حضور محبوب خدا۔

خود قرآن عظیم و فرقان حکیم میں رب تبارک و تعالے نے ارشاد فرمایا:

اقتربت الساعۃ وانشق القمر وان یروا آیۃ یعرضوا و یقولوا سحر مستمر۔

یعنے: قیامت نزدیک ہوئی اور چاند پھٹ گیا۔ اور اگر کافر کوئی معجزہ دیکھتے ہیں تو رد کرتے ہیں اور کہتے ہیں یہ تو وہی پرانا جادو ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ معجزہ کفار مکہ کی استدعا پر صناوید قریش و رؤسا مکہ و منکرو معاندین و مخالفین و موافقین و مسلمین و مومنین کے سامنے علی رؤس الاشہاد چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھایا۔ حق پسندوں نے اسلام قبول کیا اور ہٹ دھرموں نے یہ پرانا سحر اور مضبوط جادو بنایا۔ تو رب تبارک و تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرما کر ان کا ردّ بلیغ فرمایا۔

آیت مبارکہ نے چاند کے ٹکڑے ہونے کو انشق لفظ ماضی سے تعبیر فرما کر وقوع انشقاق قمر کا یقین دلایا۔

حضرت امام قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے شفا شریف میں فرمایا:

واجمع المفسرون و اهل السنة على وقوعه

یعنی: مفسرین کرام اور اہل سنت وجماعت حنفی شافعی مالکی حنبلی سب کا اجماع ہے کہ حضور سید کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند کے ٹکڑے کر کے یہ روشن معجزہ شق القمر دکھایا۔ فالحمد للہ العلی الاعلی۔

ونیز اسی شفا شریف میں امام بخاری کی سند سے حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالے عنہ کی یہ حدیث نقل فرمائی ہے:

قال انشق القمر فی عهد رسول الله صلى الله عليه وعلى آله وسلم فرقتين فرقة فوق الجبل و فرقة دونه فقال النبى صلى الله تعالى عليه وعلى آله وسلم اشهدوا۔

یعنی: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ زمانہ حیات اقدس حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم میں چاند دو ٹکڑے ہوا۔ ایک ٹکڑا پہاڑ کے اوپر اور ایک ٹکڑا پہاڑ سے دور تھا۔ تو معجزہ دکھا کر حضور نے فرمایا کہ گواہ ہو جاؤ۔

اور تفسیر خطیب میں ہے:

روى ابو الضحى عن مسروق عن عبد الله قال انشق القمر وعلى عهد رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فقالت قريش سحركم ابن ابى كبشة فسئلوا السفار فسألوهم فقالوا نعم قد رأيناه فانزل الله تعالى اقتربت الساعة وانشق القمر وان يروا آية يعرضوا ويقولوا سحر مستمر وقال مقاتل انشق القمر ثم التأم بعد ذالك وعن حذيفة رضى الله تعالى عنه انه خطب بالمدائن ثم قال الا ان الساعة قد اقتربت و ان القمر انشق على عهد رسول الله صلى الله تعالى عليه وعلى آله وسلم انتهى ملخصًا۔

یعنی: حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا عہد رسالت اقدس میں چاند کے دو ٹکڑے کر کے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معجزہ دکھایا تو قریشی ہٹ دھرموں نے کہا یہ ابن کبشہ نے تم لوگوں پر جادو کیا ہے تم لوگ باہر سے آنے والے مسافروں سے معلوم کرو۔ تو ان لوگوں نے مسافروں سے پوچھا۔ پس مسافروں نے گواہیاں دیں۔ کہ ہاں یقیناً چاند کا شق ہونا ہم نے دیکھا ہے۔ اور اللہ تعالے نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اقتربت الساعة

وانشق القمر وان یروا آیۃ یعرضوا ویقولوا سحر مستمر۔ اور حضرت مقاتل نے فرمایا اشارہ نبوی سے چاند دو ٹکڑے ہوا اور پھر مل گیا۔ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے مدائن میں خطبہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا خبردار ہو یقیناً قیامت نزدیک ہوئی اور بے شک چاند کے ٹکڑے کرکے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دکھا دیا۔

اور مواہب لدنیہ شریف میں ہے :

اعلم ان القمر لم ینشق لاحد غیر نبینا صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلی آلہ وسلم وھو من امھات معجزاتہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلی آلہ وسلم واجمع المفسرون واھل السنۃ علی وقوعہ لاجلہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلی آلہ وسلم فان کفار قریش لما کذبوہ ولم یصدقوہ طلبوا منہ آیۃ تدل صدقہ فی دعواہ الوحدانیۃ للہ تعالٰی وانہ منفرد بالربوبیۃ وان ھذہ الالھۃ التی یعبدونہا باطلۃ لا تنفع ولا تضر وان العبادۃ لا تکون الا للہ وحدہ لا شریک لہ۔

یعنے : چاند کے پھٹنے کا معجزہ کسی نبی و رسول کو نہیں ملا۔ سوا حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے۔ اور حضور اقدس کے اکابر و اعاظم خصوصی معجزات سے شق القمر کا معجزہ ہے۔ اور مفسروں اور تمام اہلسنت و جماعت نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ حضور سید الرسل سے معجزہ شق القمر واقع ہوا۔ کیونکہ کفار قریش نے حضور اکرم کی تکذیب کی اور ایک روشن نشانی آپ کی سچائی پر آپ سے طلب کی۔ تو اللہ تعالٰی نے حضور انور کو یہ معجزہ عظیم اور آیت فخیمہ شق القمر عطا فرما کر دشمنانِ رسول کی دہن دوزی فرمائی۔ فسبحٰن اللہ وبحمدہٖ ۔ اور شق القمر چاند کا ٹکڑے ہونا قطعاً یقیناً بشری طاقت سے باہر ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے صدق دعوٰی کی دلیل قاطع و برہان ساطع ہے کہ یکتائی اللہ کو ہی زیبا ہے۔ اور بے شک ربوبیت میں اللہ ہی اکیلا ہے اور مکہ والے جن کی عبادت کرتے ہیں وہ معبودان باطل ہیں انہیں نفع و نقصان پہنچانے کی کچھ طاقت نہیں اور عبادت کے لائق صرف ایک اللہ بے مثل و بے مثال ہے۔

اور خطابی نے فرمایا :

انشقاق القمر آیۃ عظیمۃ لا یکاد یعدلھا شیٔ من آیات الانبیاء وذالک انہ ظھر فی ملکوت السمٰوٰت خارجاً عن جملۃ طباع ما فی ھٰذا العالم المرکب من الطبائع فلیس مما یطمع فی الوصول الیہ بحیلۃ فلذالک صار البرھان بہ اظھر۔

یعنے: چاند ٹکڑے کرنے والا حضور انور کا معجزہ اتنا عظیم و جلیل نشانی ہے کہ کسی نبی کا کوئی معجزہ اس کے برابر نہیں ہو سکتا۔ اور اس لئے کہ وہ آسمان پر ظاہر ہوا اور آسمانوں میں تصرف بشری قوتوں سے خارج ہے تو کوئی بھی انسان کسی بھی حیلہ سے وہاں پہنچنے کی امید نہیں کر سکتا۔ تو تصرف کیسا۔ اس حیثیت سے حضور اقدس صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم کا یہ معجزہ اعلیٰ و اظہر و اجلی برہان ہے۔ وللہ الحجۃ السامیۃ۔

اور امام ابن عبدالبر نے فرمایا:

قد روی ھذا الحدیث یعنے انشقاق القمر جماعۃ کثیرۃ من الصحابۃ وروی عنھم امثالھم من التابعین ثم نقلہ عنھم الجم الغفیر الی ان انتھی الینا وتائید بالآیۃ الکریمۃ اھ۔

یعنے: یقیناً یہ حدیث چاند کے ٹکڑے ہونے والی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی جماعت کثیرہ نے روایت فرمائی اور حضرات صحابہ سے اسی طرح بکثرت تابعین عظام نے روایت کی پھر تابعین سے مجمع کثیر نے روایت کی یہاں تک کہ ہم تک اسی کثرت سے یہ حدیث شریف پہنچی اور آیت مبارکہ اقتربت الساعۃ وانشق القمر وان یروا آیۃ یعرضوا ویقولوا سحر مستمر ہ سے اس کی تائید کی۔!

اور علامہ ابن سبکی شرح مختصر ابن حاجب میں فرماتے ہیں:

والصحیح عندی ان انشقاق القمر متواتر منصوص علیہ فی القرآن مروی فی الصحیحین وغیرھما من طرق من حدیث شعبۃ عن سلیمٰن عن ابراھیم عن ابراھیم عن ابی معمر عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ثم قال ولہ طرق شتیٰ بحیث لا یمتری فی تواترہ۔

یعنے: میرے نزدیک صحیح یہ ہے کہ چاند کے پھٹنے والی حدیثیں متواتر ہیں اور قرآن عظیم میں اس پر نص یقینی دلیل موجود ہے۔ بخاری و مسلم اور دوسری کتب حدیث میں متعدد طریق سے مروی ہے۔ شعبہ کی روایت سے بھی ہے اور اس کے بہت سے طرق ہیں۔ اس درجہ کہ اس کے تواتر میں کچھ شک نہیں رہتا۔

جماعت صحابہ سے شق القمر کی حدیثیں مروی ہیں جن میں حضرت انس و حضرت عبداللہ بن مسعود و حضرت عبداللہ بن عباس و حضرت علی مرتضیٰ و حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم و حضرت جبیر بن مطعم و حضرت عبداللہ بن عمر اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی ہیں۔

اور بخاری شریف و مسلم شریف و ترمذی شریف و ابوداؤد اور دوسری کتب حدیث میں یہ روایات موجود ہیں۔

(باقی آئندہ)

آزادیٔ نسواں

(پروفیسر غلام صاحب ڈھاکہ)

"آزادیٔ نسواں"

آج کے نام نہاد ترقی پسندوں کا بڑا دل پسند نعرہ ہے۔ جنہوں نے پردوں کے خلاف ایک محاذ قائم کر رکھا ہے۔ ان حضرات کی متفقہ رائے ہے کہ ملک کی آبادی کے نصف بہتر اور جزو لطیف کو جنسی قومی سے الگ رکھنے کا فرسودہ خیال ملک کی ترقی میں بری طرح حائل ہے۔ سب سے عجیب اور دلچسپ بات یہ ہے کہ وہ اپنی اس رائے کے حق میں قرآن و سنت سے جواز لانے کی کوشش بھی فرماتے ہیں۔

یہاں یہ بتانا غیر ضروری سا معلوم ہوتا ہے کہ اسلام ان کے اس دعوے کی کس شدت سے نفی کرتا ہے۔ قرآن اور احادیث میں مرد اور عورت کے تعلقات اور ان کے مخصوص دائرہ کار کے متعلق بالکل واضح تشریحات موجود ہیں۔ ہم یہاں خالص عقلی دلائل اور منطقی نتائج کے لحاظ سے اس موضوع پہ بحث کریں گے۔

سب سے پہلے ہم آزادیٔ نسواں کے اس نظریے کا جائزہ لیں گے جس کی تبلیغ و تلقین آج ہمارے ترقی پسند بھائی اس زور شور سے کر رہے ہیں۔

ہمیں یہ دیکھ کر انتہائی دکھ ہوتا ہے، کہ ہمارے یہ ترقی زدہ بھائی آزادانہ غور و فکر کی نعمت سے محروم ہیں یہ دوسروں کے افکار کو ان کی ظاہری چمک دمک سے مرعوب ہو کر قبول کر لیتے ہیں۔ اور پھر زندگی کے ہر معاملہ کو اسی رنگین عینک سے دیکھتے ہیں۔

مغربی پاکستان میں یہ مغربی تہذیب سے متاثر ہیں لیکن مشرقی پاکستان میں مغربی تہذیب کے ساتھ ان پہ ہندو تہذیب و تمدن کا بھی گہرا اثر پایا جاتا ہے۔

بنگال کی تقسیم سے پہلے ترقی کے ان دعویداروں کے لئے بنگال کے اس حصے میں رہنا ممکن نہ ہو سکا۔ جو اب مشرقی پاکستان کہلاتا ہے۔ اس لئے کہ بنگال کا یہ حصہ ان کے نظریات کو برداشت کرنے کا متحمل نہ ہوا تھا۔ وہاں اور ترقی زدہ مسلمان بھی اپنی ترقی پسندی کے شوق کی تکمیل کے لئے کلکتہ کا رخ کرتے تھے۔ جو اس تہذیب کا مرکز تھا اس نام نہاد ترقی یافتہ کلچر کے بانی مبانی اور روح رواں ہندو تھے۔ اور ان کے نزدیک عورتوں کا ناچ گانا۔ نسوانی حسن کا مظاہرہ اور مرد اور عورت کا آزادانہ اختلاط وغیرہ نہ صرف تہذیب کا جز ہیں بلکہ عین مذہبی شعائر شمار کئے جاتے ہیں۔

ان شعائر کے بغیر کوئی نمایاں ہندو تہوار مکمل طور پر منایا ہی نہیں جا سکتا۔ ہندوؤں نے ادب اور تعلیمی اداروں کے ذریعہ اس کلچر کا خوب پرچار کیا۔ زیادہ ہوشیار اور دور اندیش ہندو لیڈروں نے اپنی اس تہذیب کو

"بنگالی تہذیب" کا نام دے کر اس کو فروغ دینے میں سب کو شریک کیا، لیکن اس کے باوجود مسلمانوں کو انہوں نے "بنگالی" تک شمار کرنے سے انکار کیا۔

بنگال کے مسلمان ہر لحاظ سے ہندوؤں کے مقابلہ میں پس ماندہ تھے۔ ہر شعبہ زندگی میں ہندوؤں کا غلبہ تھا۔ سکولوں کالجوں اور یونیورسٹیوں میں انہیں کی اکثریت تھی۔ اور مسلمان غیرارادی طور پر ہر معاملے میں حتیٰ کہ لباس تک میں اس غالب اکثریت کی نقالی کرتے تھے۔

لیکن پاکستان کی تحریک آزادی کے دوران مسلمانوں میں ہندوؤں کے خلاف شدید نفرت کا جذبہ پیدا ہو گیا اور قدرتی طور پر ہندو تہذیب کا اثر ان کی زندگی پر کم ہونا شروع ہو گیا۔ پاکستان بننے کے فوراً بعد صاحب اقتدار مغرب پرست طبقے کے ذریعے سے مغربی تہذیب کا اثر بڑھنا شروع ہوا۔

"بنگالی فطرۃً" مغربی تمدن کے خلاف تھے اور ان کے اس رجحان کو مغرب پرست حکمرانوں کی غلط روش سے اور زیادہ تقویت ملی۔ درحقیقت یہی موقع تھا جب کہ حکمرانوں کے ناعاقبت اندیشانہ رویہ کی وجہ سے "بنگالی زبان" کی تحریک شروع ہوگئی اور یہی تحریک انجام کار ہندو تہذیب کے دوبارہ احیا کا باعث بنی۔ .... اب موجودہ کولیشن حکومت مختلف قسم کی ضلعی نمائشوں کے ذریعے اس تہذیب و معاشرت کو رواج دینے میں پوری قوت صرف کر رہی ہے۔

اور دوسری طرف آزادیٔ نسواں کے نام سے وہ مرد اور عورت کے یکساں حقوق کے فلسفہ کے پرچار میں لگے ہوئے ہیں۔ اگرچہ ہندوؤں میں عورت کو مرد کے برابر حقوق حاصل نہیں ہیں۔ لیکن سنیما۔ ناچ گانے اور ڈراموں میں وہ پوری آزادی سے شریک ہوتی ہے۔

ان ترقی زدہ حضرات کے نزدیک عورت کو ہر پیشہ اختیار کرنے کی اجازت ہونی چاہئے۔ اور انہیں زندگی کے ہر گوشے میں پوری آزادی ملنی چاہئے۔ اور مرد کے برابر حقوق حاصل ہونے چاہئیں۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے اس ناقابل عمل اور غیر منطقی نظریہ پر سنجیدگی سے سوچتے ہی نہیں۔ یہ نظریہ انہیں لوگوں کو اپیل کر سکتا ہے جو محض مادہ پرستی اور حیوانیت کے قائل ہیں۔

آئیے! ذرا آزادیٔ نسواں کے اس فلسفہ کا ایک نظر جائزہ لیں۔

دوسری اصطلاحوں کی طرح "آزادی" بھی کوئی جامد اصطلاح نہیں بلکہ ایک اضافی قدر ہے۔ ذیل کی چند مثالیں اس کی توضیح کے لئے کافی ہوں گی۔

۱۔ کھانا ہر جاندار کے لئے ایک اہم ضرورت ہے لیکن کیا ہر جاندار کی خوراک ایک ہی ہے۔ ایک جاندار کے لئے ایک چیز اگر خوراک کا کام دیتی ہے تو دوسرے کے لئے وہ نہایت مہلک ثابت ہوتی ہے۔

۲۔ ایک پرندہ ہوا میں آزادی کے ساتھ پرواز کر سکتا ہے۔ اگر ایک آدمی بھی ہوا میں آزادانہ اڑنے کا دعویٰ کرے تو اسے اپنی ذمہ داری پر ہی ایسا کرنے کی اجازت دی جاسکتی ہے۔ کیونکہ اس کے پاس ایسا کوئی قدرتی ذریعہ نہیں جس سے وہ پرندوں کی طرح پرواز کر سکے۔

اسی طرح فرض کیجئے کہ ایک کاشتکار کے پاس خاص زراعتی آلات ہیں جو صرف زراعتی فارموں ہی میں کام دے سکتے ہیں۔ یہ آلات ایک سرکاری دفتر میں کام نہیں دے سکتے جہاں ہل اور پھاوڑے کی جگہ قلم اور پنسل کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر ایک کسان اپنے ان خاص آلات کو سرکاری دفاتر میں بھی استعمال کرنے کا مطالبہ کرے تو کون عقلمند ایسا کرنے کی اجازت دے گا۔

یہی اصول آخر مرد اور عورت کے معاملے میں بھی کیوں نہیں برتا جاتا۔ دونوں کی قوت اور جسمانی اور ذہنی ساخت میں نمایاں فرق پایا جاتا ہے جس کی بنا پر وہ اپنے اپنے دائرہ کے اندر کام کر سکتے ہیں۔

معاشرتی زندگی میں بے شمار ایسے فرائض ہیں۔ جنہیں صرف عورت ہی بخوبی انجام دے سکتی ہے۔ کیونکہ قدرتی طور پر اس کی جسمانی اور ذہنی ساخت ان فرائض کے لئے موزوں ترین ہے۔ اسی طرح کچھ خاص فرائض صرف مرد ہی کما حقہ ادا کر سکتے ہیں۔ کیونکہ صنف نازک کے رجحانات اور قویٰ فطرۃً ان کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ اسی سلسلے میں ہم اپنے ان ترقی زدہ حضرات کو مندرجہ ذیل سوالات پر غور کرنے کا مشورہ دیں گے۔

۱۔ کیا یورپ میں آزادیٔ نسواں کے علمبرداروں نے آج تک عورت کو اپنے ملک کے وزیر اعظم۔ بحری بری اور ہوائی افواج کے کمانڈر ان چیف یا سپریم کورٹ کے ججوں جیسے اہم عہدہ پر بھی فائز کیا ہے۔ اگر ایسی آسامیاں عورت کے لئے ان ممالک میں شجرِ ممنوعہ کی حیثیت رکھتی ہیں جنہیں تحریک آزادیٔ نسواں کا بانی شمار کیا جاتا ہے تو ہم یہاں کے روشن خیال ترقی پسند حضرات سے بجا طور پر یہ پوچھ سکتے ہیں کہ آخر وہ

اس کی کیا توجیہہ کریں گے ؟

۲۔ مردوں کے بھاری لباس کے مقابلے میں عورتوں کے لئے انتہائی ہلکے لباس کا انتخاب کس چیز کی غمازی کرتا ہے مرد کو لباس میں ڈھانپ دینے اور عورت کو عریانی کی حد تک پہنچا دینے کا مقصد کیا ہے۔ کیا ہمارے ملک میں مغرب کے ان ترقی پسند حضرات کے پیروکار اس کے لئے کوئی دلیل دے سکتے ہیں ؟

۳۔ ضروریاتِ زندگی کی اشیا کے اشتہارات میں عورت کی نیم عریاں تصاویر کا رجحان آخر کیا معنی رکھتا ہے۔ حتیٰ کہ ان اشیا کے اشتہارات میں بھی جو مردوں کی ضروریات سے متعلق ہوں اور جن کے ساتھ عورتوں کا کوئی خاص تعلق بھی نہ ہو۔ ؟

ہم اپنے ان ترقی کے دلدادہ بھائیوں سے مؤدبانہ عرض کرتے ہیں کہ وہ ٹھنڈے دل سے سوچیں اور مندرجہ بالا سوالات کا جواب اپنے ضمیر سے ہی دریافت فرمائیں۔ اگر وہ فی الواقع ہی حیوانیت میں گم نہیں ہو گئے۔ تو ان پر یہ چیز روشن ہو جائے گی۔ کہ یہ عریاں تہذیب صرف بہترین انسانی اقدار ہی کم نہیں کرے گی بلکہ آہستہ آہستہ ہمارے طبقہ نسواں کے تمام اعلیٰ اوصاف کی تباہی پر منتج ہو گی۔

ہم اپنی بہنوں سے بھی گزارش کریں گے کہ وہ اس تباہ کن سیلاب کا دلیری سے مقابلہ کریں جو مختلف اطراف سے ان کو گھیرے میں لے رہا ہے۔

آج عورت ایک سستی چیز سمجھ لی گئی ہے اور اسے ایک سوچے سمجھے منصوبہ کے تحت نمائش گاہوں کی

بھینٹ چڑھایا جا رہا ہے۔ اس کی قیمت خطرناک حد تک گرائی جا چکی ہے۔ اسے پستی کے ایسے گہرے کھڈے میں دھکیلا جا رہا ہے جہاں مرد نہایت آسانی سے اسے اپنی ہوس کا شکار تو بنا سکے لیکن اس کے عوض اس پر کوئی ذمہ داری پڑنے کا امکان نہ ہو۔

ہمارے ملک کے ذہین افراد اس پر غور فرمائیں۔ کہ عورت کی آزادی اسے صنف نازک کے زمرہ سے باہر نہ نکال پھینکے۔ عورت کو عورت رہ کر ہی آزاد ہونا چاہیئے، نہ تو وہ مرد بنا دی جائے۔ اور نہ ہی اسے بالکل جنس ارزاں بنا دیا جائے۔

عورت بلاشبہ عزت و وقار اور حقوق کے لحاظ سے مرد کے برابر درجہ رکھتی ہے لیکن اس کے اور مرد کے دائرہ کار میں یقیناً فرق ہے۔ اور دونوں کے فرائض بالکل علحدہ۔

اسلام عورت کی آزادی کا صرف یہی ایک تصور پیش کرتا ہے ۔

(عارف)

بزم رضوان

مندرجہ ذیل احباب اہل سنت نے اس ہفتہ رضوان کی توسیع اشاعت میں حصہ لیا۔ ادارہ رضوان ان کا شکریہ ادا کرتا ہے۔ جزاک اللہ فی الدارین خیراً۔

۱۔ جناب محمد اسماعیل صاحب زرگر لاہوری نے چنیوٹ سے مبلغ پانچ روپے ارسال فرمائے۔ اس رقم سے جناب محمد اسماعیل صاحب منتظم حزب الاحناف لاہور کے نام ایک سال کے لئے رضوان جاری کیا گیا۔ جزاک اللہ۔

۲۔ جناب محمد محبوب الٰہی صاحب نے ۳ روپے زکوٰۃ فنڈ میں ارسال کئے جس سے چھ ماہ کے لئے مولوی غلام حسین تونسوی کے نام رسالہ جاری کیا گیا۔ جزاک اللہ

۳۔ جناب حافظ محمد جلال اکبر صاحب محلہ اسلام آباد نے چھ روپے ارسال کئے جس سے مولوی محمد علی صاحب باغبانپورہ لاہور کے نام رسالہ جاری کیا گیا۔

مندرجہ ذیل احباب اہلسنت نے نئے خریدار بنا کر رضوان کی اشاعت کو وسیع کیا۔ جزاک اللہ۔

۱۔ محترم مولانا نیاز محمد خاں صاحب ڈرگ روڈ کراچی	۱	خریدار
۲۔ محترم سید عبدالحکیم شاہ صاحب ڈیرہ غازیخان	۱	"
۳۔ حضرت مولانا عبدالقادر صاحب مدرسہ رضویہ مظہر اسلام لائل پور	۱	"
۴۔ جناب حافظ قادر بخش صاحب کنڈوال	۱	"
۵۔ مولانا سید زاہد علی صاحب جامعہ رضویہ لائل پور	۱	"
۶۔ جناب صوفی امانت خان صاحب جھنگ	۱	"
۷۔ محترم سراج احمد صاحب جیلانی الرضوی کراچی	۱	"
۸۔ جناب محترم مراد علی صاحب سرگودھا	۱	"
۹۔ جناب فضل الٰہی صاحب برانچ پوسٹ ماسٹر ۲۹	۳	"
۱۰۔ جناب محمد ابراہیم صاحب خورشید ہیڈ ماسٹر عمرو روڈہ دشتی	۱	"
۱۱۔ جناب برادرم عطا محمد صاحب لاہور	۲	"

باقی باقی